بدعات کے خلاف
۱۰۰ سو فتوے
اہلسنت میں رائج جاہلانہ رسومات کے رد
امام احمد رضا خان بریلوی
کی تعلیمات کی روشنی میں سو فتوے
تالیف
مولانا محمد شہزاد ترابی قادری

عرض مؤلف

شیخ الاسلام والمسلمین، مجددِ اعظم دین وملت امامِ اہلسنّت امام احمد رضاخان محدث بریلی علیہ الرحمہ اپنے وقت کے جید عالم فاضل تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات میں بیک وقت بہت سی خصوصیات کو جمع فرمادیا تھا۔ ایک طرف آپ ایک بہترین فقیہ تھے۔ آپ کی نظر علمِ تفسیر و تاویل اور احادیثِ نبوی پر بہت گہری تھی اور آپ کی علمیت اور اصابت رائے کے اپنے ہی نہیں بلکہ بیگانے بھی قائل تھے۔ آپ کی سب سے بڑی امتیازی خصوصیت "عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" ہے۔ ساری زندگی آپ نے مدحِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں صَرف کی۔

امام احمد رضاخان محدث بریلی علیہ الرحمہ کے بارے میں ایک عام غلط فہمی یہ پائی جاتی ہے کہ ان کی وجہ سے برصغیر پاک وہند میں بدعات کو فروغ حاصل ہوا اور دین میں ایسی نئی نئی باتیں پیدا ہوئیں جن سے شارع علیہ السلام کا دور کا بھی واسطہ نہیں رہا۔۔۔۔ لیکن جب ہم امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی تحریروں اور خاص طور پر ان کے فتاویٰ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں پتا چلتا ہے کہ بدعات کو فروغ دینے کا الزام نہ صرف یہ کہ غلط ہے بلکہ سراسر ان سے عدمِ واقفیت کا نتیجہ ہے۔

کھلے ذہن و دماغ کے ساتھ امامِ اہلسنّت علیہ الرحمہ کی تحریروں اور فتاویٰ کے مطالعہ سے امام اہلسنّت کی جو تصویر ہمارے سامنے آتی ہے وہ ایک ایسے داعی اور دینی رہنما کی ہے جس نے اپنے زمانے میں شدت کے ساتھ اور باضابطہ طور پر بدعت و منکرات کے خلاف تحریک چلا رکھی تھی اور اپنے مخصوص مزاج کے مطابق ان کے خلاف بڑے ہی سخت الفاظ استعمال کئے ہیں۔

لہٰذا ہم اس کتاب میں ان تمام غیر شرعی رسومات اور وہ خرافات جن کی نسبت امام احمد رضاخان محدث بریلی علیہ الرحمہ کی طرف جاتی ہے، آپ ہی کی کتب سے اس کی مخالفت ثابت کرینگے تاکہ عام مسلمانوں پر یہ واضح ہو جائے کہ ان تمام خرافات اور بدعات کا امام احمد رضا علیہ الرحمہ اور ان کے سچے مسلک سے کوئی تعلق نہیں۔

اس کتاب کو پڑھنے کے بعد اپنی غلط گمانی کا محاسبہ کریں نیز اندازہ لگائیں کہ انہوں نے بدعتوں کا سدِّ باب کیا یا ان کو فروغ دیا۔ آج بھی ان کے بتائے ہوئے طریقوں پر چلنے کی کوشش کی جائے تو معاشرے میں نکھار آ سکتا ہے۔ بدعات و منکرات کی بیخ کنی کیلئے تصنیفاتِ امام احمد رضا علیہ الرحمہ سے ہمیں بہت کچھ مل سکتا ہے۔ آپ علیہ الرحمہ نے یہی پیغام دیا اور ہر موڑ پر اسلامی احکام کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے اپنا سفر شوق آگے بڑھانے کی تلقین فرمائی۔

اللہ تعالیٰ یہ کتاب تمام مسلمانوں کیلئے نافع بنائے اور اس کتاب کے پڑھنے سے بدگمانوں کی بدگمانی دُور ہو۔ آمین ثم آمین

بد گمانی حرام ہے

القــرآن

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ٘ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (پ۲۶۔سورۃ الحجرات: ۱۲)

(ترجمــہ) اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو بے شک بعض گمان گناہ ہیں۔

حــدیــث شــریــف

(برے) گمان سے دُور رہو کہ (برے) گمان سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الادب، حدیث ۶۰۶۶، جلد ۳، ص ۱۱۷)

بعض گمان گناہ ہیں

ایک مرتبہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تنہا ایک گدڑی پہنے مدینہ طیبہ سے کعبہ معظمہ کو تشریف لے جارہے تھے اور ہاتھ میں صرف ایک تاملوٹ (یعنی ڈونگا) تھا۔ شفیق بلخی علیہ الرحمہ نے دیکھا (تو) دل میں خیال کیا کہ یہ فقیر اوروں پر اپنا بار (یعنی بوجھ) ڈالنا چاہتا ہے۔ یہ وسوسۂ شیطانی آنا تھا کہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، شفیق! بچو گمانوں سے (کہ) بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ نام بتانے اور وَسوسۂ دِلی پر آگاہی سے نہایت عقیدت ہوگئی اور امام کے ساتھ ہولئے۔ راستے میں ایک ٹیلے پر پہنچ کر امام صاحب نے اس سے تھوڑا ریت لے کر تاملوٹ (یعنی ڈونگے) میں گھول کر پیا اور شفیق بلخی سے بھی پینے کو فرمایا۔ انہیں انکار کا چارہ نہ ہوا جب پیا تو ایسے نفیس لذیذ اور خوشبودار ستو تھے کہ عمر بھر نہ دیکھے نہ سنے۔ (عیون الحکایات، حکایت نمبر ۱۳۱، ص ۱۴۹/۱۵۰)

شیخ الاسلام علامہ سیّد محمد مدنی میاں کچھوچھوی فرماتے ہیں کہ محدث بریلی علیہ الرحمہ کسی نئے مذہب کے بانی نہ تھے ازاوّل تا آخر مقلد رہے۔ ان کی ہر تحریر کتاب و سنت اور اجماع و قیاس کی صحیح ترجمان رہی۔ نیز سلف صالحین و ائمہ مجتہدین کے ارشادات اور مسلک اسلاف کو واضح طور پر پیش کرتی رہی۔ وہ زندگی کے کسی گوشے میں ایک پل کیلئے بھی "سبیل مومنین صالحین" سے نہیں ہٹے اب اگر ایسے کرنے والوں کو "بریلوی" کہہ دیا گیا تو کیا بریلویت و سنیت کو بالکل مترادف المعنی نہیں قرار دیا گیا؟ اور بریلویت کے وجود کا آغاز محدث بریلی علیہ الرحمہ کے وجود سے پہلے ہی تسلیم نہیں کرلیا گیا؟

مزاراتِ اولیاء پر ہونے والے خرافات

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے مزارات شعائر اللہ ہیں، ان کا احترام و ادب ہر مسلمان پر لازم ہے، خاصانِ خدا ہر دور میں مزاراتِ اولیاء پر حاضر ہو کر فیض حاصل کرتے ہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان اپنے مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار پر حاضر ہو کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فیض حاصل کیا کرتے تھے۔ پھر تابعین کرام، صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مزارات پر حاضر ہو کر فیض حاصل کیا کرتے تھے، پھر تبع تابعین، تابعین کرام کے مزارات پر حاضر ہو کر فیض حاصل کیا کرتے تھے، تبع تابعین اور اولیاء کرام کے مزارات پر آج تک عوام وخواص حاضر ہو کر فیض حاصل کرتے ہیں اور اِن شاءَ اللہ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

لا دینی قوتوں کا یہ ہمیشہ سے وطیرہ رہا ہے کہ وہ مقدس مقامات کو بدنام کرنے کیلئے وہاں خرافات و منکرات کا بازار گرم کرواتے ہیں تاکہ مسلمانوں کے دِلوں سے مقدس مقامات اور شعائر اللہ کی تعظیم و ادب ختم کیا جاسکے۔ یہ سلسلہ سب سے پہلے بیت المقدس سے شروع کیا گیا۔ وہاں فحاشی و عریانی کے اڈے قائم کئے گئے، شرابیں فروخت کی جانے لگیں اور دنیا بھر سے لوگ صرف عیاشی کیلئے بیت المقدس آتے تھے (معاذ اللہ)۔

اسی طرح آج بھی مزاراتِ اولیاء پر خرافات، منکرات، چرس و بھنگ، ڈھول تماشے، ناچ گانے اور رقص و سرور کی محافلیں سجائی جاتی ہیں تاکہ مسلمان ان مقدس ہستیوں سے بدظن ہو کر یہاں کا رُخ نہ کریں۔ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ بعض لوگ یہ تمام خرافات اہلسنّت اور امام اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ کے کھاتے میں ڈالتے ہیں جو کہ بہت سخت قسم کی خیانت ہے۔

اس بات کو بھی مشہور کیا جاتا ہے کہ یہ سارے کام جو غلط ہیں، یہ امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ کی تعلیمات ہیں۔ پھر اس طرح عوام الناس کو اہلسنّت اور امام اہلسنّت علیہ الرحمہ سے برگشتہ کیا جاتا ہے۔ اگر ہم لوگ امام اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ کی کتابوں اور آپ کے فرامین کا مطالعہ کریں تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ بدعات و منکرات کے قاطع یعنی ختم کرنے والے تھے۔ اب مزارات پر ہونے والے خرافات کے متعلق آپ ہی کے فرامین اور کتابوں سے اصل حقیقت ملاحظہ کریں اور اپنی بدگمانی کو دُور کریں۔

مزار شریف کو بوسہ دینا اور طواف کرنا

امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مزار کا طواف کہ محض بہ نیت تعظیم کیا جائے ناجائز ہے کہ تعظیم بالطواف مخصوص خانہ کعبہ ہے۔ مزار شریف کو بوسہ نہیں دینا چاہئے۔ علماء کا اس مسئلے میں اختلاف ہے مگر بوسہ دینے سے بچنا بہتر ہے اور اسی میں ادب زیادہ ہے۔ آستانہ بوسی میں حرج نہیں اور آنکھوں سے لگانا بھی جائز کہ اس سے شرع میں ممانعت نہ آئی اور جس چیز کو شرع نے منع نہ فرمایا وہ منع نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان "اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ" ہاتھ باندھے اُلٹے پاؤں آنا ایک طرزِ ادب ہے اور جس ادب سے شرع نے منع نہ فرمایا اس میں حرج نہیں۔ ہاں اگر اس میں اپنی یا دوسرے کی ایذا کا اندیشہ ہو تو اس سے احتراز (بچا) کیا جائے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد چہارم، ص۸، مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)

روضہ انور پر حاضری کا صحیح طریقہ

امام اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں کہ خبردار جالی شریف (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار شریف کی سنہری جالیوں) کو بوسہ دینے یا ہاتھ لگانے سے بچو کہ خلافِ ادب ہے بلکہ (جالی شریف سے) چار ہاتھ فاصلہ سے زیادہ قریب نہ جاؤ۔ یہ ان کی رحمت کیا کم ہے کہ تم کو اپنے حضور بلایا، اپنے مواجہہ اقدس میں جگہ بخشی، ان کی نگاہِ کرم اگرچہ ہر جگہ تمہاری طرف تھی اب خصوصیت اور اس درجہ قرب کے ساتھ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۱۰، ص۷۶۵، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور)

روضہ انور پر طواف و سجدہ منع ہے

امام اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں روضہ انور کا طواف نہ کرو، نہ سجدہ کرو، نہ اتنا جھکنا کہ رکوع کے برابر ہو۔ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ان کی اطاعت میں ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۱۰، ص۷۶۹، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور)

معلوم ہوا کہ مزارات پر سجدہ کرنے والے لوگ جہلاء میں سے ہیں اور جہلاء کی حرکت کو تمام اہلسنّت پر ڈالنا سراسر خیانت ہے، اور امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ کی تعلیمات کے خلاف ہے۔

مزارات پر چادر چڑھانا

امام اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ سے مزارات پر چادر چڑھانے کے متعلق دریافت کیا تو جواب دیا جب چادر موجود ہو اور ہنوز پرانی یا خراب نہ ہوئی کہ بدلنے کی حاجت ہو تو بیکار چادر چڑھانا فضول ہے بلکہ جو دام اس میں صَرف کریں اللہ تعالیٰ کے وَلی کی روح مبارک کو ایصالِ ثواب کیلئے محتاج کو دیں۔ (احکام شریعت، حصہ اوّل، ص ۴۲)

عرس کا دن خاص کیوں کیا جاتا ھے

امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا کہ بزرگانِ دین کے اعراس کی تعین (یعنی عرس کا دن مقرر کرنے) میں بھی کوئی مصلحت ہے؟

آپ نے جواباً ارشاد فرمایا، ہاں اولیائے کرام کی ارواحِ طیبہ کو ان کے وصال کے دن قبور کریمہ کی طرف توجہ زیادہ ہوتی ہے چنانچہ وہ وقت جو خاص وصال کا ہے۔ اخذ برکات کیلئے زیادہ مناسب ہوتا ہے۔ (ملفوظات شریف، ص ۳۸۳، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

عرس میں آتش بازی اور نیاز کا کھانا لٹانا حرام ھے

سوال: بزرگانِ دین کے عرس میں شب کو آتش بازی جلانا اور روشنی بکثرت کرنا بلاحاجت اور جو کھانا بغرض ایصالِ ثواب پکایا گیا ہو، اس کو لٹانا کہ جو لوٹنے والوں کے پیروں میں کئی من خراب ہو کر مٹی میں مل گیا ہو، اس فعل کو بانیانِ عرس موجبِ فخر اور باعثِ برکت قیاس کرتے ہیں۔ شریعت عالی میں اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: آتش بازی اِسراف ہے اور اسراف حرام ہے، کھانے کا ایسا لٹانا بے ادبی ہے اور بے ادبی محرومی ہے، تضییع مال ہے اور تضییع حرام۔ روشنی اگر مصالح شرعیہ سے خالی ہو تو وہ بھی اسراف ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۲۴، ص ۱۱۲، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

عرس میں رنڈیوں کا ناچ حرام ھے

سوال: تقویۃ الایمان مولوی اسمٰعیل کی فخر المطابع لکھنؤ کی چھپی ہوئی کے صفحہ ۳۲۹ پر جو عرس شریف کی تردید میں کچھ نظم ہے اور رنڈی وغیرہ کا حوالہ دیا ہے، اسے جو پڑھا تو جہاں تک عقل نے کام کیا سچا معلوم ہوا کیونکہ اکثر عرس میں رنڈیاں ناچتی ہیں اور بہت گناہ ہوتے ہیں اور رنڈیوں کے ساتھ ان کے یار آشنا بھی نظر آتے ہیں اور آنکھوں سے سب آدمی دیکھتے ہیں اور طرح طرح کے خیال آتے ہیں۔ کیونکہ خیالِ بد و نیک اپنے قبضہ میں نہیں، ایسی اور بہت ساری باتیں لکھی ہیں جن کو دیکھ کر تسلّی بخش جواب دیجئے۔

جواب: رنڈیوں کا ناچ بے شک حرام ہے، اولیائے کرام کے عرسوں میں بے قید جاہلوں نے یہ معصیت پھیلائی ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۲۹، ص ۹۲، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

وجد کا شرعی حکم

امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ سے سوال کیا گیا کہ مجلس سماع میں اگر مزامیر نہ ہوں (اور) سماع جائز ہو تو وَجد والوں کو رَقص جائز ہے یا نہیں؟

آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ اگر وجد صادق (یعنی سچا) ہے اور حال غالب اور عقل مستور (یعنی زائل) اور اس عالم سے دور تو اس پر تو قلم ہی جاری نہیں۔

اور اگر بہ تکلف وجد کرتا ہے تو "تثنی اور تکسر" یعنی لچکے توڑنے کے ساتھ حرام ہے اور بغیر اس کے ریا و اظہار کیلئے ہے تو جہنم کا مستحق ہے اور اگر صادقین کے ساتھ تشبہ بہ نیت خالصہ مقصود ہے کہ بنتے بنتے بھی حقیقت بن جاتی ہے تو حسن و محمود ہے حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ انہی میں سے ہے۔ (ملفوظات شریف، ۲۳۱، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

حرمت مزامیر

امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مزامیر یعنی آلاتِ لہو و لعب بروجہ لہو و لعب بلاشبہ حرام ہیں جن کی حرمت اولیاء و علماء دونوں فریق مقتداء کے کلمات عالیہ میں مصرح، ان کے سننے سنانے کے گناہ ہونے میں شک نہیں کہ بعد اصرار کبیرہ ہے اور حضرات عالیہ سادات بہشت کبرائے سلسلہ عالیہ چشت کی طرف اس کی نسبت محض باطل و افتراء ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد دہم، ص ۵۴)

نشہ و بھنگ و چرس

امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ نشہ بذاتہ حرام ہے۔ نشہ کی چیزیں پینا جس سے نشہ بازوں کی مناسبت ہو اگرچہ حد نشہ تک نہ پہنچے یہ بھی گناہ ہے ہاں اگر دوا کیلئے کسی مرکب میں افیون یا بھنگ یا چرس کا اتنا جز ڈالا جائے جس کا عقل پر اصلاً اثر نہ ہو حرج نہیں۔ بلکہ افیون میں اس سے بھی بچنا چاہئے کہ اس خبیث کا اثر ہے کہ معدے میں سوراخ کر دیتی ہے۔ (احکام شریعت، جلد دوم)

تصاویر کی حرمت

امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جاندار کی تصویریں بنانا ہاتھ سے ہو خواہ عکسی حرام ہے اور ان معبودانِ کفار کی تصویریں بنانا اور سخت تر حرام و اشد کبیرہ ہے، ان سب لوگوں کو امام بنانا گناہ ہے اور ان کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمی قریب الحرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد سوم، ص ۱۹۰)

غیر اللّٰہ کو سجدۂ تعظیمی حرام اور سجدۂ عبادت کفر ہے

امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مسلمان اے مسلمان! اے شریعتِ مصطفوی کے تابع فرمان! جان اور یقین جان کہ سجدہ حضرت عزت عز جلالہ (ربّ تعالیٰ) کے سوا کسی کیلئے نہیں غیر اللہ کو سجدۂ عبادت تو یقیناً اجماعاً شرک مبین و کفر مبین اور سجدۂ تحیت (تعظیمی) حرام و گناہِ کبیرہ بالیقین۔ (الزبدۃ الزکیہ لتحریم سجود التحیہ، ص۵، مطبوعہ بریلی ہندوستان)

چراغ جلانا

امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ سے قبروں پر چراغ جلانے کے بارے میں سوال کیا گیا تو شیخ عبد الغنی نابلسی علیہ الرحمہ کی تصنیف حدیقہ ندیہ کے حوالے سے تحریر فرمایا کہ قبروں کی طرف شمع لے جانا بدعت اور مال کا ضائع کرنا ہے (اگرچہ قبر کے قریب تلاوتِ قرآن کیلئے موم بتی جلانے میں حرج نہیں مگر قبر سے ہٹ کر ہو)۔ (البریق المنار بشموع المزار، ص۹، مطبوعہ لاہور)

اس کے بعد محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یہ سب اس صورت میں ہے کہ بالکل فائدے سے خالی ہو اور اگر شمع روشن کرنے میں فائدہ ہو کہ موقع قبور میں مسجد ہے یا قبور سر راہ ہیں، وہاں کوئی شخص بیٹھا ہے تو یہ امر جائز ہے۔ (ایضاً)

ایک اور جگہ اسی قسم کے ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں، اصل یہ کہ اعمال کا مدار نیت پر ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں عمل کا دار و مدار نیت پر ہے اور جو کام دینی فائدے اور دُنیوی نفع جائز دونوں سے خالی ہو عبث ہے اور عبث خود مکروہ ہے اور اس میں مال صَرف کرنا اِسراف ہے اور اسراف حرام ہے۔ ﴿قال اللہ تعالیٰ وَلَا تُسۡرِفُوۡا اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الۡمُسۡرِفِیۡنَ﴾ اور مسلمانوں کو نفع پہنچانا بلاشبہ محبوب شارع ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم میں جس سے ہو سکے کہ اپنے بھائی کو نفع پہنچائے تو پہنچائے۔ (احکام شریعت، حصہ اوّل، ص۳۸، مطبوعہ آگرہ ہندوستان)

اگر اور لوبان جلانا

امامِ اہلسنّت امام احمد رضاخان محدث بریلی علیہ الرحمہ سے قبر پر لوبان وغیرہ جلانے کے متعلق دریافت کیا گیا تو جواب دیا گیا عود، لوبان وغیرہ کوئی چیز نفس قبر پر رکھ کر جلانے سے احتراز کرنا چاہئے (بچنا چاہئے) اگرچہ کسی برتن میں ہو اور قبر کے قریب سلگانا (اگر نہ کسی تالی یا ذاکر یا زائر حاضر خواہ عنقریب آنے والے کے واسطے ہو) بلکہ یوں کہ صرف قبر کیلئے جلا کر چلا آئے تو ظاہر منع ہے اِسراف (حرام) اور اضاعیت مال (مال کو ضائع کرنا ہے) میت صالح اس عرضے کے سبب جو اس قبر میں جنت سے کھولا جاتا ہے اور بہشتی نسیمیں (جنتی ہوائیں) بہشتی پھولوں کی خوشبوئیں لاتی ہیں۔ دنیا کے اگر اور لوبان سے غنی ہے۔ (السنیۃ الانیقہ، ص۷۰، مطبوعہ بریلی ہندوستان)

فرضی مزار بنانا اور اس پر چادر چڑھانا

امامِ اہلسنّت امام احمد رضاخان محدث بریلی علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں سوال کیا گیا:

مسئلہ: کسی ولی کا مزار شریف فرضی بنانا اور اس پر چادر وغیرہ چڑھانا اور اس پر فاتحہ پڑھنا اور اصل مزار کا سا ادب و لحاظ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر کوئی مرشد اپنے مریدوں کے واسطے بنانے اپنے فرضی مزار کے خواب میں اجازت دے تو وہ قول مقبول ہو گا یا نہیں؟

الجواب: فرضی مزار بنانا اور اس کے ساتھ اصل کا سا معاملہ کرنا ناجائز و بدعت ہے اور خواب کی باتیں خلافِ شرع اُمور میں مسموع نہیں ہو سکتی۔ (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد۹، ص۴۲۵، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور)

عورتوں کا مزارات پر جانا ناجائز ہے

امامِ اہلسنّت امام احمد رضاخان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، غنیۃ میں ہے یہ نہ پوچھو کہ عورتوں کا مزاروں پر جانا جائز ہے یا نہیں؟ بلکہ یہ پوچھو کہ اس عورت پر کس قدر لعنت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور کس قدر صاحبِ قبر کی جانب سے۔ جس وقت وہ گھر سے اِرادہ کرتی ہے لعنت شروع ہو جاتی ہے اور جب تک واپس آتی ہے ملائکہ لعنت کرتے رہتے ہیں۔ سوائے روضۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کسی مزار پر جانے کی اجازت نہیں۔ وہاں کی حاضری البتہ سنت جلیلہ عظیمہ قریب بواجبات ہے اور قرآن کریم نے اسے مغفرت کا ذریعہ بتایا۔ (ملفوظات شریف، ص۲۴۰، مکتبہ رضوی کتاب گھر دہلی)

مزاراتِ اولیاء پر خرافات

امامِ اہلسنّت امام احمد رضاخان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اولیاء کرام کے مزارات پر ہر سال مسلمانوں کا جمع ہو کر قرآن مجید کی تلاوت اور مجالس کرنا اور اس کا ثواب ارواحِ طیبہ کو پہنچانا جائز ہے کہ منکرات شرعیہ مثل رقص و مزامیر وغیرہا سے خالی ہو، عورتوں کو قبور پر ویسے جانا چاہئے نہ کہ مجمع میں بے حجابانہ اور تماشے کا میلاد کرنا اور فوٹو وغیرہ کھنچوانا یہ سب گناہ و ناجائز ہیں جو شخص ایسی باتوں کا مرتکب ہو، اسے امام نہ بنایا جائے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد چہارم، ص ۲۱۶، مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)

مزارات پر حاضری کا طریقہ

امامِ اہلسنّت امام احمد رضاخان محدث بریلی علیہ الرحمہ کی کتاب فتاویٰ رضویہ سے ملاحظہ ہو:۔

مسئلہ حضرت کی خدمت میں عرض یہ ہے کہ بزرگوں کے مزار پر جائیں تو فاتحہ کس طرح سے پڑھا کریں اور فاتحہ میں کون کون سی چیز پڑھا کریں؟

الجواب مزارات شریفہ پر حاضر ہونے میں پائنتی قدموں کی طرف سے جائے اور کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے پر مواجہہ میں کھڑا ہو اور متوسط آواز با ادب سلام عرض کرے "السلام علیک یا سیدی و رحمۃ اللہ وبرکاتہ" پھر دُرودِ غوثیہ تین بار، الحمد شریف ایک بار، آیۃ الکرسی ایک بار، سورۂ اخلاص سات بار، پھر دُرودِ غوثیہ سات بار اور وقت فرصت دے تو سورۂ یٰسین اور سورۂ ملک بھی پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ الٰہی! اس قرأت پر مجھے اتنا ثواب دے جو تیرے کرم کے قابل ہے، نہ اتنا جو میرے عمل کے قابل ہے اور اسے میری طرف سے اس بندہ مقبول کی نذر پہنچا۔ پھر اپنا جو مطلب جائز شرعی ہو، اس کیلئے دعا کرے اور صاحبِ مزار کی روح کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنا وسیلہ قرار دے، پھر اسی طرح سلام کرکے واپس آئے۔ مزار کو نہ ہاتھ لگائے نہ بوسہ دے (ادب اسی میں ہے) اور طواف بالاتفاق ناجائز اور سجدہ حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۹، ص ۵۲۲، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور پنجاب)

مُردے سنتے ہیں

امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ یہ حدیث شریف پیش کرتے ہیں:۔

حدیث شریف ﴾ غزوہ بدر شریف میں مسلمانوں نے کفار کی نعشیں جمع کر کے ایک کنویں میں پاٹ دیں حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی عادتِ کریمہ تھی جس کسی مقام کو فتح فرماتے تو وہاں تین دن قیام فرماتے تھے، یہاں سے تشریف لے جاتے وقت اس کنویں پر تشریف لے گئے جس میں کافروں کی لاشیں پڑی تھیں اور انہیں نام بنام آواز دے کر فرمایا، ہم نے تو پالیا جو ہم سے ہمارے ربّ تعالٰی نے سچا وعدہ (یعنی نصرت کا) فرمایا تھا کیوں تم نے بھی پایا جو سچا وعدہ (یعنی نار کا) تم سے تمہارے ربّ تعالٰی نے کیا تھا؟ امیر المومنین حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم! بے جان سے کلام فرماتے ہیں؟ فرمایا جو کچھ میں کہہ رہا ہوں، اسے تم کچھ ان سے زیادہ نہیں سنتے مگر انہیں طاقت نہیں کہ مجھے لوٹ کر جواب دیں۔ (صحیح بخاری، کتاب المغازی، حدیث ۳۹۷۶، جلد ۳، ص ۱۱)

تو جب کافر تک سنتے ہیں، (تو پھر) مومن تو مومن ہے اور پھر اولیاء کی شان تو ارفع و اعلٰی ہے (یعنی اولیاء اللہ کتنا سنتے ہوں گے)۔

(پھر فرمایا) روح ایک پرند ہے اور جسم پنجرہ ۔۔۔۔ پرند جس وقت تک پنجرے میں ہے تو اس کی پرواز اسی قدر ہے، جب پنجرے سے نکل جائے اس وقت اس کی قوتِ پرواز دیکھئے۔ (ملفوظات شریف، ص ۴۷۰، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

ایک اہم فتویٰ

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے یہ نیت کی کہ اگر میری نوکری ہو جائے تو پہلی تنخواہ زیارت پیران کلیر شریف کی نذر کروں گا، وہ شخص تیرہ تاریخ سے نوکر ہوا اور تنخواہ اس کی ایک مہینہ سترہ دن بعد ملی۔ اب یہ ایک ماہ کی تنخواہ صَرف کرے یا سترہ دن کی؟ اور اس تنخواہ کا صرف کس طرح پر کرے یعنی زیارت شریف کی سفیدی و تعمیر وغیرہ میں لگائے یا حضرت صابر پیا صاحب علیہ الرحمہ کی روح پاک کو فاتحہ ثواب بخشے یا دونوں طرف صَرف کر سکتا ہے؟

الجواب امام اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں صرف نیت سے تو کچھ لازم نہیں ہوتا جب تک زبان سے الفاظ نذر ایجاب کہے اور اگر زبان سے الفاظ مذکور کہے اور ان سے معنی صحیح مراد لئے یعنی پہلی تنخواہ اللہ تعالیٰ کے نام پر صدقہ کروں گا اور اس کا ثواب حضرت مخدوم صاحب علیہ الرحمہ کے آستانہ پاک کے فقیروں کو دوں گا، یہ نذر صحیح شرعی ہے اور استحساناً وجوب ہو گیا۔ پہلی تنخواہ اسے فقیروں پر صدقہ کرنی لازم ہو گئی مگر یہ اختیار ہے کہ آستانہ پاک کے فقیروں کو دے اور جہاں کے فقیروں محتاجوں کو چاہے اور اگر یہ معنی صحیح مراد نہ تھے بلکہ بعض بے عقل جاہلوں کی طرح بے ارادہ صدقہ وغیرہ قربات شرعیہ صرف یہی مقصود تھا کہ پہلی تنخواہ خود حضرت مخدوم صاحب کو دوں گا تو یہ نذر باطل محض و گناہِ عظیم ہوگی۔

مگر مسلمان پر ایسے معنی مراد لینے کی بدگمانی جائز نہیں جب تک وہ اپنی نیت سے صراحتاً اطلاع نہ دے۔ اسی طرح اگر نذر زیارت کرنے سے اس کی یہ مراد تھی کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے عمارت زیارت شریف کی سفیدی کرادوں گا یا احاطہ مزار پُر انوار میں روشنی کروں گا۔ جب بھی یہ نذر غیر لازم و نامعتبر ہے کہ ان افعال کی جنس سے کوئی واجب شرعی نہیں۔ رہا یہ کہ جس حالت میں نذر صحیح ہو جائے۔

پہلی تنخواہ سے کیا مراد ہو گی یہ ظاہر ہے کہ عرف میں مطلق تنخواہ خصوصاً پہلی تنخواہ ایک مہینہ کی اُجرت کو کہتے ہیں۔ اگرچہ اس کا ایک جز بھی تنخواہ ہے اور عمر بھر کا واجب بھی تنخواہ ہے تو پہلی تنخواہ کہنے سے اوّل تنخواہ ایک ماہ ہی عرفاً لازم آئے گی۔ کیونکہ کسی عقد والے، قسم والے، نذر والے اور وَقف کرنے والے کے کلام کو متعارف معنی پر محمول کیا جائے گا جیسا کہ اس پر نص کی گئی ہے۔ (ردالمحتار، باب التعلیق، دار احیاء التراث العربی بیروت، جلد ۲، ص ۴۹۹، ۵۴۳)

(فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۱۳، ص ۵۹۱، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور)

تعزیہ داری میں تماشا دیکھنا ناجائز ہے

امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا کہ تعزیہ داری میں لہو و لعب (یعنی کھیل کود یا تماشا) سمجھ کر جائے تو کیسا ہے؟

آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ نہیں جانا چاہئے۔ ناجائز کام میں جس طرح جان و مال سے مدد کرے گا یونہی سواد (یعنی گروہ) بڑھا کر بھی مدد ہو گا، ناجائز بات کا تماشا دیکھنا بھی ناجائز ہے۔ بندر نچانا حرام ہے اس کا تماشا دیکھنا بھی حرام ہے۔ درِ مختار و حاشیہ علامہ طحطاوی میں ان مسائل کی تصریح ہے۔ آج کل لوگ ان سے غافل ہیں، متقی لوگ جن کو شریعت کی احتیاط ہے ناواقفی سے ریچھ یا بندر کا تماشا یا مرغوں کی پالی (یعنی لڑائی) دیکھتے ہیں اور نہیں جانتے کہ اس سے گنہ گار ہوتے ہیں۔ (ملفوظات شریف، ص ۲۸۶، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

تعزیہ داری کی مذمت

امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ تعزیہ داری کی تردید کس قدر صبیح و ملیح اور رواں دواں انداز میں فرماتے ہیں، اب بہار عشرہ کے پھول، تاشے، باجے، بجتے چلے، طرح طرح کے کھیلوں کی دھوم، بازاری عورتوں کا ہر طرف ہجوم، شہوانی میلوں کی پوری رسوم، جشن فاسقانہ، یہ کچھ اور اس کے ساتھ خیال وہ کچھ گویا ساختہ ڈھانچ، بعینہا حضرات شہدائے کرام علیہم الرضوان کے پاک جنازے ہیں۔

"اے مومنو! اُٹھو جنازہ حسین کا" پڑھتے ہوئے مصنوعی کربلا پہنچے۔ وہاں کچھ نوچ اُتار کر باقی (تعزیہ) توڑ تاڑ کر دفن کر دیا۔ یہ ہر سال اضافت مال (مال کا ضائع کرنا) کے جرم و وَبال جداگانہ ہے۔ (بدر الانوار فی آداب الاثار، ص ۲۶، مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی ہندوستان)

مزید ارشاد فرماتے ہیں، نوچندی کی بلائیں، مصنوعی کربلائیں، عَلَم تعزیوں کے کاوے، تخت جریدوں کے دھاوے، حسین آباد عباسی درگاہ کے بلوے، ایسے مواقع مَردوں کے جانے کے بھی نہیں۔ نہ کہ یہ نازک شیشاں۔ (احکام شریعت)

عورتوں کیلئے "نازک شیشاں" کہنا کس قدر نادر اور بلیغ ہے۔

مرثیہ خوانی میں شریک ہونا

امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا کہ محرم کی مجالس میں مرثیہ خوانی وغیرہ ہوتی ہے، سننا چاہئے یا نہیں؟

آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی کتاب "سر الشہادتین" جو عربی میں ہے وہ یا حسن رضا خان علیہ الرحمہ جو میرے مرحوم بھائی ہیں ان کی کتاب "آئینہ قیامت" میں صحیح روایات ہیں، انہیں سننا چاہئے باقی غلط روایات کے پڑھنے سے نہ پڑھنا اور نہ سننا بہت بہتر ہے۔ (ملفوظات شریف، ص ۲۹۳، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

محرم الحرام میں مشہور من گھڑت رسومات

سوال﴾ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و خلفہ مرسلین مسائل ذیل میں:۔

١. بعض سنت جماعت عشرہ دس محرم الحرام کو نہ تو دن بھر روٹی پکاتے ہیں اور نہ جھاڑو دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ بعد دفن تعزیہ یہ روٹی پکائی جائے گی۔

٢. ان دس دن میں کپڑے نہیں اُتارتے ہیں۔

٣. ماہِ محرم میں شادی بیاہ نہیں کرتے۔

٤. ان ایام میں سوائے امام حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے کسی کی نیاز و فاتحہ نہیں دلاتے ہیں۔ آیا یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب﴾ پہلی تینوں باتیں سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے اور چوتھی بات جہالت ہے، ہر مہینہ ہر تاریخ میں ہر ولی کی نیاز اور ہر مسلمان کی فاتحہ ہو سکتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۲۴، ص ۴۸۸، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

تعزیہ پر منّت ماننا ناجائز ہے

سوال﴾ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے تعزیہ پر جاکر یہ منت مانی کہ میں یہاں سے ایک خرما لئے جاتا ہوں، در صورت کام پورا ہونے کے سال آئندہ میں نقرئی خرما تیار کرا کر چڑھاؤں گا۔

الجواب﴾ یہ نذر محض باطل و ناجائز ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۲۴، ص ۵۰۱، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

مھندی نکالنا، سوز خوانی اور مجالس کا انعقاد

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنّت وجماعت مسائل ذیل میں:۔

1. ایصالِ ثواب بر روح سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بروز عاشورہ جائز ہے یا نہیں؟
2. تعزیہ بنانا اور مہندی نکالنا اور شبِ عاشورہ کو روشنی کرنا جائز ہے یا نہیں؟
3. مجلس ذکرِ شہادت قائم کرنا اور اس میں مرزا دبیر اور انیس وغیرہ روافض (شیعوں) کا کلام پڑھنا بطور سوز خوانی یا تحت اللفظ جائز ہے یا نہیں اور اہلسنّت کو ایسی مجالس میں شریک ہونا مکروہ ہے یا حرام یا جائز ہے؟
4. حضرت قاسم کی شادی کا میدانِ کربلا میں ہونا جس بناء پر مہندی نکالی جاتی ہے اہلسنّت کے نزدیک ثابت ہے یا نہیں؟ در صورت عدم ثبوت اس واقعہ میں حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی کی نسبت حضرت قاسم کی طرف کرنا خاندانِ نبوت کے ساتھ بے ادبی ہے یا نہیں؟
5. روزِ عاشورہ کو میلہ قائم کرنا اور تعزیوں کو دفن کرنا اور ان پر فاتحہ پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟ اور بارھویں اور بیسویں صفر کو تیجہ اور دسواں اور چالیسواں اور مجالسیں قائم کرنا اور میلہ لگانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب

1. روح پر فتوح امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایصالِ ثواب بروجہ صواب عاشورہ اور ہر روز مستحب و مستحسن ہے۔
2. تعزیہ مہندی روشنی مذکورہ سب بدعت وناجائز ہے۔
3. نفس ذکر شریف کی مجلس جس میں ان کے فضائل و مناقب و احادیث و روایات صحیح و معتبر ہے، بیان کئے جائیں اور غم پروری نہ ہو مستحسن ہے اور مرثیے حرام خصوصاً رافضیوں (شیعوں) کے کہ تبرائے ملعونہ سے کمتر خالی ہوتے ہیں، اہلسنّت کو ایسی مجالس میں شرکت حرام ہے۔
4. نہ یہ شادی ثابت نہ یہ مہندی سوا اس اختراع اختراعی کے کوئی چیز۔ نہ یہ غلط بیانی حد خاص توہین تک بالغ۔
5. عاشورہ کا میلہ لغو و لہو و ممنوع ہے۔ یونہی تعزیوں کا دفن جس طور پر ہوتا ہے، نیت باطلہ پر مبنی اور تعظیمی بدعت ہے اور تعزیہ پر جہل و حمق و بے معنی ہے، مجلسوں اور میلوں کا حال اوپر گزرا، نیز ایصالِ ثواب کا جواب کہ ہر روز محمود ہے جبکہ بروجہ جائز ہو۔ (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۲۴، ص ۵۰۴، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

بت یا تعزیہ کا چڑھاوا کھانا ناجائز ہے

سوال بت یا تعزیہ کا چڑھاوا مسلمانوں کو کھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب امام اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مسلمان کے نزدیک بت اور تعزیہ برابر نہیں ہوسکتے۔ اگرچہ تعزیہ بھی جائز نہیں، بت کا چڑھاوا غیر خدا کی عبادت ہے اور تعزیہ پر جو ہوتا ہے وہ حضرات شہداء کرام کی نیاز ہے اگرچہ تعزیہ پر رکھنا لغو ہے، بت کی پوجا اور محبوبانِ خدا کی نیاز کیونکر برابر ہوسکتی ہے، اس کا کھانا (بت کا چڑھاوا) مسلمانوں کیلئے حرام ہے اور اس کا کھانا بھی نہ چاہئے۔ (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۲۱، ص ۲۴۶، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

شیعوں کا لنگر کھانا ناجائز ہے

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آٹھ محرم الحرام کو روافض (شیعہ) جریدہ اُٹھاتے ہیں، گشت کے وقت ان کو اگر کوئی اہلسنّت وجماعت شربت کی سبیل لگا کر شربت پلائے یا ان کو چائے، بسکٹ یا کھانا کھلائے اور ان کے شمول میں کچھ اہلسنّت وجماعت بھی ہوں اور کھائیں پئیں تو یہ فعل کیسا ہے اور اس سبیل وغیرہ میں چندہ دینا کیسا ہے؟

الجواب امام اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ سبیل اور کھانا، چائے، بسکٹ کہ رافضیوں (شیعہ) کے مجمع کیلئے کئے جائیں جو تبرّا اور لعنت کا مجمع ہے، ناجائز و گناہ ہیں اور ان میں چندہ دینا گناہ ہے اور ان میں شامل ہونے والوں کا حشر بھی انہیں کے ساتھ ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۲۱، ص ۲۴۶، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

وفات کے موقع پر بے ہودہ رسومات

امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں کہ باقی جو بے ہودہ باتیں لوگوں نے نکالی ہیں مثلاً اس میں شادی کے سے تکلف کرنا، عمدہ عمدہ فرش بچھانا، یہ باتیں بے جاہیں اور اگر یہ سمجھتا ہے کہ ثواب تیسرے دن پہنچتا ہے، یا اس دن زیادہ پہنچے گا اور روز کم، تو یہ عقیدہ بھی اس کا غلط ہے۔ اسی طرح چنوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ نہ چنے بانٹنے کے سبب کوئی برائی پیدا ہو۔ (الحجۃ الفاتحہ لطیب التعین والفاتحہ، ص ۱۴، مطبوعہ لاہور)

میت کے گھر مہمان داری

امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میت کے گھر انتقال کے دن یا بعد عورتوں اور مردوں کا جمع ہو کر کھانا پینا اور میت کے گھر والوں کو زیر بار کرنا سخت منع ہے۔ (جلی الصوت لنہی الدعوت امام الموت، مطبوعہ بریلی شریف ہندوستان)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے سوال کیا گیا

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ نے اپنی موت اپنی حیات میں کر دی ہے تو اس صورت میں ہندہ کو کب تک دوسرے کے یہاں کی میت کا کھانا نہیں چاہئے اور اگر ہندہ کے گھر میں کوئی مر جائے تو اس کا بھی کھانا جائز ہے اور کب تک یعنی برس تک یا چالیس دن تک۔ اور اگر ہندہ نے شروع سے جمعرات کی فاتحہ نہ دلائی ہو تو چالیس دن کے بعد سات جمعرات کی فاتحہ دلانا چاہے، ہو سکتی ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب میت کے یہاں جو لوگ جمع ہوتے ہیں اور ان کی دعوت کی جاتی ہے، اس کھانے کی تو ہر طرح ممانعت ہے، اور بغیر دعوت کے جمعراتوں، چالیسویں، چھ ماہی، برسی میں جو بھاجی کی طرح اغنیاء کو بانٹا جاتا ہے، وہ بھی اگرچہ بے معنی ہے مگر اس کا کھانا منع نہیں، بہتر یہ ہے کہ غنی نہ کھائے اور فقیر کو تو کچھ مضائقہ نہیں کہ وہی اس کے مستحق ہیں، اور ان سب احکام میں وہ جس نے اپنی موت اپنی حیات میں کر دی اور جس نے نہ کی سب کے سب برابر ہیں اور اپنی یہاں موت ہو جائے تو اپنا کھانا کھانے کی کسی کو ممانعت نہیں اور چالیس دن کے بعد بھی جمعراتیں ہو سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فقیروں کو جب اور جو کچھ دے ثواب ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم) (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۹، ص ۶۷۳، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور پنجاب)

ایصالِ ثواب سنت ہے اور موت میں ضیافت ممنوع

فتح القدیر وغیرہ میں ہے اہل میّت کی طرف سے کھانے کی ضیافت تیار کرنی منع ہے کہ شرع نے ضیافت خوشی میں رکھی ہے نہ کہ غمی میں۔ اور یہ بدعت شنیعہ ہے۔ امام احمد اور ابن ماجہ بسند صحیح حضرت جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں ہم گروہ صحابہ اہل میت کے یہاں جمع ہونے اور ان کیلئے کھانا تیار کرنے کو مُردے کی نیاحت سے شمار کرتے تھے۔ (فتح القدیر، فصل فی الدفن، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر ۲/۱۰۳) (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد۹، ص ۶۰۴، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور پنجاب)

سوئم کے چنے کون تناول کرسکتا ہے؟

امام اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ نے سوئم کے چنوں اور طعام میت سے متعلق ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ یہ چیزیں غنی نہ لے، فقیر لے اور وہ جو، ان کا منتظر رہتا ہے، ان کے نہ ملنے سے ناخوش ہوتا ہے اس کا قلب سیاہ ہوتا ہے، مشرک یا چمار کو اس کا دینا گناہ گناہ گناہ ہے جبکہ فقیر لیکر خود کھائے اور غنی لے ہی نہیں اور لے لئے ہوں تو مسلمان فقیر کو دیدے۔ یہ حکم عام فاتحہ کا ہے نیاز اولیاء کرام طعام موت نہیں وہ تبرک ہے فقیر و غنی سب لیں جبکہ مانی ہوئی نذر بطور نذر شرعی نہ ہو۔ شرعی نذر پھر غیر فقیر کو جائز نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد چہارم)

ایک اور جگہ یوں فرمایا، میت کے یہاں جو لوگ جمع ہوتے ہیں اور ان کی دعوت کی جاتی ہے اس کھانے کی تو ہر طرح ممانعت ہے اور بغیر دعوت کے جمعراتوں، چالیسویں، چھ ماہی، برسی میں جو بھاجی کی طرح اغنیاء کو بانٹا جاتا ہے وہ بھی اگرچہ بے معنی ہے مگر اس کا کھانا منع نہیں، بہتر ہے کہ غنی نہ کھائے۔ (فتاویٰ رضویہ)

امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کی وصیت

امام اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ نے یہ وصیت فرمائی کہ ہماری فاتحہ کا کھانا صرف فقراء کو کھلایا جائے۔ (وصایا شریف)

میت پر پھولوں کی چادر ڈالنا کیسا ؟

سوال﴾ ہمارے یہاں میت ہوگئی تھی تو اس کے کفنانے کے بعد پھولوں کی چادر ڈالی گئی اس کو ایک پیش امام افغانی نے اُتار ڈالا اور کہا یہ بدعت ہے، ہم نہ ڈالنے دیں گے ؟

الجواب﴾ پھولوں کی چادر بالائے کفن ڈالنے میں شرعاً اصلاً حرج نہیں بلکہ نیت حسن سے حسن ہے جیسے قبور پر پھول ڈالنا کہ وہ جب تک تر رہیں گے تسبیح کرتے ہیں اس سے میت کا دل بہلتا ہے اور رحمت اترتی ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے قبروں پر گلاب اور پھولوں کا رکھنا اچھا ہے۔ (فتاویٰ ہندیہ، الباب السادس عشر فی زیارۃ القبور، جلد ۵، ص ۳۵۱، مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور)

فتاویٰ امام قاضی خان و امداد الفتاح شرح المصنف لمراقی الفلاح و رد المحتار علی الدر المختار میں ہے، پھول جب تک تر رہے تسبیح کرتا رہتا ہے جس سے میت کو اُنس حاصل ہوتا ہے اور اس کے ذکر سے رحمت نازل ہوتی ہے۔ (رد المحتار، مطلب فی وضع الجرید و نحو الآس علی القبور، جلد اوّل، ص ۶۰۶، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المصریہ مصر) (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۹، ص ۱۰۵، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ لاہور)

جنازہ پر چادر ڈالنا کیسا ؟

سوال﴾ جنازہ کے اوپر جو چادر نئی ڈالی جاتی ہے اگر پرانی ڈالی جائے تو جائز ہے یا نہیں؟ اگر کل برادری کے مردوں کے اوپر ایک ہی چادر بنا کر ڈالتے رہا کریں تو جائز ہے یا نہیں؟ اس کی قیمت مردہ کے گھر سے یعنی قلیل قیمت لے کر مقبرہ قبرستان یا مدرسہ میں لگائی جائز ہے یا نہیں؟ اور چادر مذکور اونی یا سوتی بیش قیمت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب﴾ امام اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ چادر نئی ہو یا پرانی، یکساں ہے ہاں مسکین پر تصدق (صدقے) کی نیت ہو تو نئی اولیٰ، اور اگر ایک ہی چادر معین رکھیں کہ ہر جنازے پر وہی ڈالی جائے پھر رکھ چھوڑی جائے اس میں بھی کوئی حرج نہیں بلکہ اس کیلئے کپڑا وَقف کر سکتے ہیں۔

درِ مختار میں ہے، ہنڈیا، جنازہ اور اس کے کپڑے کا وقف صحیح ہے۔ (در مختار، کتاب الوقف، جلد اوّل، ص ۳۸۰، مطبوعہ دہلی)

طحطاوی و رد المحتار میں ہے، جنازہ کسرہ کے ساتھ چار پائی اور اس کے کپڑے جن سے میت کو ڈھانپا جائے۔ (رد المحتار، کتاب الوقف، جلد ۳، ص ۳۷۵، مطبوعہ بیروت)

اور بیش قیمت بنظر زینت مکروہ ہے کہ میت محل تزئین نہیں اور خالص بہ نیت تصدق (صدقہ) میں حرج نہیں جیسا کہ ہدی (قربانی) کے جانور کے جھل۔ (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۱۶، ص ۱۲۳، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور)

گیارھویں شریف کا انعقاد

سوال گیارھویں شریف کیلئے آپ کیا فرماتے ہیں۔ گیارھویں شریف کے روز فاتحہ دِلانے سے ثواب زیادہ ہوتا ہے یا آڑے دن فاتحہ دلانے سے، بزرگوں کے دن کی یادگاری کیلئے دن مقرر کرنا کیسا ہے؟

الجواب محبوبانِ خدا کی یادگاری کیلئے دن مقرر کرنا بے شک جائز ہے۔ حدیث شریف میں ہے حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر سال کے اختتام پر شہدائے اُحد کی قبروں پر تشریف لاتے تھے۔ (جامع البیان (تفسیر ابن جریر) تحت آیۃ ۱۳/۲۴، دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳/۱۷۰)

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے ایسی حدیث کو اعراس اولیائے کرام کیلئے مستند مانا اور شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمہ نے کہا، مشائخ کے عرس منانا اس حدیث سے ثابت ہے۔ (ہمعات، ہمہ ۱۱، مطبوعہ شاہ ولی اللہ اکیڈمی، حیدرآباد سندھ، ص ۵۸)

اونچی قبریں بنانا خلافِ سنت ہیں

امامِ اہلسنّت امام احمد رضاخان محدث بریلی علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا کہ قبر کا اونچا بنانا کیسا ہے؟

آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ خلافِ سنت ہے۔ (ردالمحتار، کتاب الصلوٰۃ، جلد ۳، ص ۱۶۸)

میرے والد ماجد، میری والدہ ماجدہ، میرے بھائی کی قبریں دیکھئے ایک بالشت سے اونچی نہ ہوں گی۔ (ملفوظات شریف، ص ۴۲۸، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

مزید فرماتے ہیں کہ اکابر علماء و مشائخ کی قبور پر عمارت بنانے کی اجازت دی ہے۔ کشف الغطاء میں ہے مطالب المومنین میں لکھا ہے کہ سلف نے مشہور علماء و مشائخ کی قبروں پر عمارت بنانا مباح (جائز) رکھا تاکہ لوگ زیارت کریں اور اس میں بیٹھ کر آرام لیں۔ لیکن اگر زِینت کیلئے بنائیں تو حرام ہے۔ مدینہ منورہ میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کی قبروں پر اگلے زمانے میں قبے تعمیر کئے گئے ہیں۔ ظاہر یہ ہے کہ اس وقت جائز قرار دینے سے ہی یہ ہوا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مرقد انور پر ایک قبہ ہے۔ (کشف الغطاء، باب دفن میت، ص ۵۵، مطبوعہ احمد دہلی) (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۹، ص ۴۱۸، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور)

وقتِ دفن اذان کہنا کیسا ؟

امامِ اہلسنّت امام احمد رضاخان محدث بریلی علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا کہ وقتِ دفن اذان کیوں کہی جاتی ہے؟

آپ نے ارشاد فرمایا کہ شیطان کو دُور کرنے کیلئے کیونکہ حدیث شریف میں ہے، اذان جب ہوتی ہے تو شیطان چھتیس[۳۶] میل دُور بھاگ جاتا ہے۔ الفاظ حدیث میں یہ ہیں: کہ "روحا" تک بھاگتا ہے اور روحا مدینہ منورہ سے ۳۶ میل دور ہے۔ (صحیح مسلم شریف، کتاب الصلوٰۃ، حدیث ۳۸۹-۳۸۸، ص ۲۰۴) (ملفوظات شریف، ص ۵۲۶، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

سوال قبر پر اذان کہنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں قبر پر اذان کہنے میں میت کا دل بہلتا اور اس پر رحمتِ الٰہی کا اُترنا اور سوال جواب کے وقت شیطان کا دُور ہونا، اور ان کے سوا اور بہت فائدے ہیں جن کی تفصیل ہمارے رسالے "ایذان الاجـــر فی اذان القبر" میں ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۲۳، ص ۳۷۴، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن لاہور)

ایصالِ ثواب

امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں کہ بات یہ ہے کہ فاتحہ، ایصالِ ثواب کا نام ہے اور مومن عمل نیک کا ایک ثواب اس کی نیت کرتے ہی حاصل اور کئے پر دس ہو جاتا ہے۔ (الحجۃ الفاتحہ لطیب التعین والفاتحہ، ص ۱۴، مطبوعہ لاہور)

رہا کھانا دینے کا ثواب وہ اگرچہ اس وقت موجود نہیں تو کیا ثواب پہنچانا شاید ڈاک یا پارسل میں کسی چیز کا بھیجنا سمجھا ہوگا کہ جب تک وہ شے موجود نہ ہو، کیا بھیجی جائے؟

حالانکہ اس کا طریقہ صرف جنارب باری میں دعا کرنا ہے کہ وہ ثواب میت کو پہنچائے۔ اگر کسی کا یہ اعتقاد ہے کہ جب تک کھانا سامنے نہ کیا جائے گا ثواب نہ پہنچے گا تو یہ گمان اس کا محض غلط ہے۔ (الحجۃ الفاتحہ لطیب التعین والفاتحہ، ص ۱۴، مطبوعہ لاہور)

ایک سوال کے جواب میں کہ زید اپنی زندگی میں خود اپنے لئے ایصالِ ثواب کر سکتا ہے یا نہیں؟

ارشاد فرماتے ہیں ہاں کر سکتا ہے محتاجوں کو چھپا کر دے یہ جو عام رواج ہے کہ کھانا پکایا جاتا ہے اور تمام اغنیاء و برادری کی دعوت ہوتی ہے، ایسا نہ کرنا چاہئے۔ (ملفوظات شریف، حصہ سوم، ص ۴۸، مطبوعہ مسلم یونیورسٹی پریس علی گڑھ ہندوستان)

قرآن خوانی کی اجرت

امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ نے قرآن خوانی کیلئے اُجرت لینے اور دینے کو ناجائز قرار دیا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد چہارم، ص ۲۱۸، مطبوعہ مبارکپور ہندوستان)

شبِ برأت اور شادی میں آتش بازی

امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، آتش بازی جس طرح شادیوں اور شبِ برأت میں رائج ہے بے شک حرام اور پورا حرام ہے۔ اسی طرح یہ گانے باجے کہ ان بلاد میں معمول و رائج ہیں بلا شبہ ممنوع و ناجائز ہیں۔ جس شادی میں اس طرح کی حرکتیں ہوں مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس میں ہرگز شریک نہ ہوں۔ اگر نادانستہ شریک ہو گئے تو جس وقت اس قسم کی باتیں شروع ہوں یا ان لوگوں کا ارادہ معلوم ہو، سب مسلمان مرد، عورتوں پر لازم ہے فوراً اسی وقت (محفل سے) اُٹھ جائیں۔ (ہادی الناس، ص ۳)

نسب پر فخر کرنا جائز نہیں ہے

امام اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

- نسب پر فخر کرنا جائز نہیں ہے۔
- نسب کے سبب اپنے آپ کو بڑا جاننا تکبر کرنا جائز نہیں۔
- دوسروں کے نسب پر طعن جائز نہیں۔
- انہیں کم نسبی کے سبب حقیر جاننا جائز نہیں۔
- نسب کو کسی کے حق عار یا گالی سمجھنا جائز نہیں۔
- اس کے سبب کسی مسلمان کا دل دُکھانا جائز نہیں۔
- احادیث جو اس بارے میں آئیں، انھیں معانی کی طرف ناظر ہیں کسی مسلمان بلکہ کافر ذمی کو بھی بلا حاجتِ شرعی ایسے الفاظ سے پکارنا یا تعبیر کرنا جس سے اس کی دل شکنی ہو، اسے ایذا پہنچے، شرعاً ناجائز و حرام اگرچہ بات فی نفسہٖ سچی ہو۔ (ارادۃ الادب لفاضل النسب، ص ۳)

حاضر و ناظر کا فلسفہ

منکرین کا الزام ہے کہ امام احمد رضا محدث بریلی علیہ الرحمہ اور ان کے ماننے والوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں حالانکہ یہ بہت سنگین بہتان ہے جو کہ امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ اور ان کے ماننے والوں پر لگایا جاتا ہے۔

اسی کو بنیاد بناکر یہ بھی الزام لگایا جاتا ہے کہ بریلوی حضرات اپنی محافلوں میں ایک خالی کرسی رکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس پر بیٹھیں گے، مزید یہ بھی کہا جاتا ہے کہ صلوٰۃ وسلام میں بریلوی حضرات اس لئے کھڑے ہوتے ہیں کہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بریلوی "اشھد ان محمد رسول اللہ" پر اس لئے کھڑے ہوتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت تشریف لاتے ہیں۔

عقیدہ حاضر و ناظر

امام اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ کا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے روضہ پاک میں حیات حسی و جسمانی کے ساتھ زندہ ہیں اور پوری کائنات آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے موجود ہے اور اللہ تعالیٰ کی عطا سے کائنات کے ذرّے ذرّے پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نگاہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عطا سے جب چاہیں جہاں چاہیں جس وقت چاہیں جسم و جسمانیت کے ساتھ تشریف لے جاسکتے ہیں۔

حالانکہ ہم محفلِ میلاد کے موقع پر کرسی علماء و مشائخ کے بیٹھنے کیلئے رکھتے ہیں، صلوٰۃ وسلام کے وقت اس لئے کھڑے ہوتے ہیں تاکہ باادب بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سلام پیش کیا جائے اور ہم "اشھد ان محمد رسول اللہ" پر نہیں بلکہ "حی علی الصلوٰۃ" اور "حی علی الفلاح" پر کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ تمام الزامات امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ اور ان کے ماننے والوں پر بہتان ہیں جبکہ امام اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ کا عقیدہ اِسلامی عقیدہ ہے۔

پیر و مرشد اور مریدہ کے درمیان پردہ

بعض خانقاہوں میں پیر صاحب اپنے مرید اور مریدنیوں کو بے پردہ اپنے سامنے بٹھاتے ہیں۔ بے تکلفی کے ساتھ گفتگو، ہنسی مذاق کرتے ہیں اور بعض تو معاذ اللہ اپنی مریدنیوں سے ہاتھ بھی ملاتے ہیں اور مریدنیوں کی پیٹھ پر ہاتھ بھی مارتے ہیں مگر اس ناجائز فعل کے متعلق سنیوں کے امام، امام اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں کہ بے شک ہر غیر محرم سے پردہ فرض ہے جس کا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے بیشک پیر مریدہ کا محرم نہیں ہو جاتا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بڑھ کر اُمت کا پیر کون ہوگا؟ وہ یقیناً ابو الروح ہوتا ہے اگر پیر ہونے سے آدمی محرم ہوجایا کرتا توچاہئے تھا کہ نبی سے اس کی اُمت سے کسی عورت کا نکاح نہ ہو سکتا۔ (مسائل سماع، ص ۳۲، مطبوعہ لاہور)

جعلی عاملوں کا فال کھولنا

جگہ جگہ سڑکوں اور فٹ پاتھوں پر جعلی عاملوں کا ایک گروہ سرگرم عمل ہے، جو اُلٹے سیدھے فال نامے نکال کر عوام کے عقائد کو متزلزل کرتے ہیں، سادہ لوح مسلمانوں کی جیبیں خالی کروائی جاتی ہیں پھر یہ سب اہلسنّت کے کھاتے میں ڈال دیا جاتا ہے مگر اہلسنّت کے امام اپنی کتاب میں مسلمانوں کی اصلاح اس طرح فرماتے ہیں۔

سوال فال کیا ہے؟ جائز ہے یا نہیں؟ سعدی وحافظ وغیرہ کے فالنامے صحیح ہیں یا نہیں؟

الجواب امام اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، فال ایک قسم کا استخارہ ہے، استخارہ کی اصل کتبِ احادیث میں بکثرت موجود ہے، مگر یہ فالنامے جو عوام میں مشہور اور کابر کی طرف منسوب ہیں بے اصل و باطل ہیں اور قرآن عظیم سے فال کھولنا منع ہے اور دیوان حافظ وغیرہ سے بطور تفاؤل جائز ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۲۳، ص ۳۲۷، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

شیعوں کی مجالس میں جانا، نیاز کھانا، سیاہ لباس حرام ہے

بعض لوگ امام احمد رضا علیہ الرحمہ اور ان کے پیروکاروں پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ وہ شیعہ حضرات کے حمایتی ہیں جبکہ اس کے برعکس امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی کتابوں میں شیعوں اور ان کے باطل عقائد کی اتنی مخالفت موجود ہے جتنی کسی اور فرقے کے پیشوا کی بھی کتابوں میں نہیں ملتی چنانچہ......

امام اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، رافضیوں (شیعوں) کی مجلس میں مسلمانوں کا جانا اور مرثیہ سننا حرام ہے۔ ان کی نیاز کی چیز نہ لی جائے، ان کی نیاز نیاز نہیں اور وہ غالباً نجاست سے خالی نہیں ہوتی۔ کم از کم ان کے ناپاک قلتین کا پانی ضرور ہوتا ہے اور وہ حاضری سخت ملعون ہے اور اس میں شرکت موجبِ لعنت۔ محرم الحرام میں سبز اور سیاہ کپڑے علامتِ سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے۔ خصوصاً سیاہ کا شعار رافضیان (شیعوں کا طریقہ) ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۲۳، ص ۷۵۶، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

حیاتِ انبیاء اور حیاتِ اولیاء

امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی حیاتِ برزخیہ میں کیا فرق ہے؟

آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات حقیقی حسی دنیاوی ہے۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، حدیث ۱۶۳۷، جلد ۲، ص ۲۹۱)

ان پر تصدیق وعدہ الٰہیہ کیلئے محض ایک آن کو موت طاری ہوتی ہے پھر فوراً ان کو ویسے ہی حیات عطا فرمادی جاتی ہے۔ (ملخصاً حاشیہ تفسیر الصاوی، پارہ ۴، سورۂ آلِ عمران تحت الآیۃ، جلد اوّل، ص ۳۴۰)

اس حیات پر وہی احکام دنیویہ ہیں ان کا ترکہ بانٹا جائے گا، ان کی ازواج کو نکاح حرام نیز ازواجِ مطہرات پر عدت نہیں وہ اپنی قبور میں کھاتے پیتے نماز پڑھتے ہیں۔ علماء شہداء کی حیات برزخیہ (یعنی عالم برزخ کی زندگی) اگرچہ حیات دنیویہ (یعنی دنیوی زندگی) سے افضل و اعلیٰ ہے مگر اس پر احکام دنیویہ جاری نہیں اور ان کا ترکہ تقسیم ہو گا، ان کی ازواج عدت کریں گی۔ (زرقانی شریف علی المواہب اللدنیہ، النوع الرابع، جلد ۷، ص ۳۶۴، ۳۶۵) (ملفوظات شریف، ص ۳۶۲، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یقین جانو کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سچی حقیقی دنیاوی جسمانی حیات سے ویسے ہی زندہ ہیں جیسے وفات شریف سے پہلے تھے ان کی اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی موت صرف وعدہ خدا کی تصدیق کو ایک آن کیلئے تھی، ان کا وصال صرف نظر عوام سے چھپ جانا ہے۔

امام محمد ابن الحاج مکی مدخل اور امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ میں اور ائمہ دین رحمہم اللہ فرماتے ہیں، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات وفات میں اس بات کا میں کچھ فرق نہیں کہ وہ اپنی اُمت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کی حالتوں اور ان کی نیتوں، ان کے ارادوں، ان کے دِلوں کے خیالوں کو پہچانتے ہیں اور یہ سب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایسا روشن ہے جس میں اصلاً پوشیدگی نہیں۔ (المدخل لابن الحاج، فصل فی زیارۃ القبور، جلد اوّل، ص ۲۵۲، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت) (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۱۰، ص ۷۶۴، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور)

اللہ تعالیٰ کا علمِ غیب ذاتی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علمِ غیب عطائی ہے

پہلا فتویٰ:۔

کیا اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم برابر ہے؟ امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہم اہلسنّت کا مسئلہ علمِ غیب میں یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علمِ غیب عطا فرمایا خود ربّ جل جلالہ فرماتا ہے:۔

وَ مَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ﴿۲۴﴾ (پ۳۰۔ سورۃ التکویر:۲۴)

(ترجمہ) یہ نبی غیب کے بتانے میں بخیل نہیں۔

تفسیر معالم التنزیل اور تفسیر خازن میں ہے یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علمِ غیب آتا ہے وہ تمہیں بھی تعلیم فرماتے ہیں۔ (تفسیر خازن، سورۂ تکویر تحت الآیۃ ۲۴، جلد ۴، ص ۳۵۷)

اللہ تعالیٰ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم برابر تو درکنار، میں نے اپنی کتابوں میں تصریح کر دی ہے کہ اگر تمام اوّلین و آخرین کا علم جمع کیا جائے تو اس علم کو علمِ الٰہی جل جلالہ سے وہ نسبت ہرگز نہیں ہو سکتی جو ایک قطرے کے کروڑھویں حصے کو کروڑ سمندر سے ہے کہ یہ نسبت متناہی کی متناہی (یعنی محدود) کے ساتھ ہے اور وہ غیر متناہی (یعنی لا محدود) متناہی کو غیر متناہی سے کیا نسبت ہے۔ (ملفوظات شریف، ص ۹۳، تخریج شدہ، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

دوسرا فتویٰ:۔

امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ علمِ غیب ذاتی کہ اپنی ذات سے بے کسی کے دیئے ہوئے اللہ تعالیٰ کیلئے خاص ہے۔ ان آیتوں میں یہی معنی مراد ہیں کہ بے خدا کے دیئے کوئی نہیں جان سکتا اور اللہ تعالیٰ کے بتائے سے انبیاءِ کرام کو معلوم ہونا ضروریاتِ دین سے ہے۔ قرآن مجید کی بہت آیتیں اس کے ثبوت میں ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ)

تیسرا فتویٰ:۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ غیب کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے، پھر اس کی عطا سے اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۲۷، ص ۲۳۳، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

جاہل پیر کا مرید ہونا

موجودہ دور میں ہر جانب جاہل پیروں اور جعلی صوفیوں کا ڈیرہ ہے، نادان لوگ ان کے پاس جاتے ہیں اور اپنا مال ان پر لٹاتے ہیں پھر جب ہوش آتا ہے تو چیخ اُٹھتے ہیں کہ پیر صاحب نے ہمیں لوٹ لیا۔ ہمارا مال کھایا۔ ہماری عزت پامال کردی۔ اسی لئے امام اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ نے جاہل فقیر و پیر سے بیعت کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ ہمیشہ سنّی صحیح العقیدہ عالم اور پابندِ شریعت پیر سے بیعت کی جائے چنانچہ امام اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا کہ جاہل فقیر کا مرید ہونا شیطان کا مرید ہونا ہے؟

آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ بلا شبہ جاہل فقیر کا مرید ہونا شیطان کا مرید ہونا ہے ۔ (ملفوظات شریف، ص۲۹۷، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

بیعت کی چار شرائط ہیں

بیعت اس شخص سے کرنا چاہیے جس میں چار باتیں ہوں ورنہ بیعت جائز نہ ہوگی۔

١. سنّی صحیح العقیدہ ہو۔
٢. کم از کم اتنا علم ضروری ہے کہ بلا کسی کی امداد کے اپنی ضرورت کے مسائل کتاب سے خود نکال سکے۔
٣. اس کا سلسلہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متصل (یعنی ملا ہوا) ہو، منقطع (یعنی ٹوٹا ہوا) نہ ہو۔
٤. فاسق معلن نہ ہو۔

تانبے اور پیتل کے تعویذ

امام اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا کہ تانبے، پیتل کے تعویذوں کا کیا حکم ہے؟

آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ تانبے اور پیتل کے تعویذ مرد و عورت دونوں کو مکروہ اور سونے چاندی کے تعویذ مرد کو حرام، عورت کو جائز ہیں۔ (ملفوظات شریف، ص۳۲۸، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

امام ضامن کا پیسہ

آج کل ایک رواج چل پڑا ہے کہ جب بھی کوئی شخص سفر میں جاتا ہے یا کسی کی جان کی حفاظت مقصود ہوتی ہے، تو عورتیں اس کے بازو پر ایک سکہ کپڑے میں لپیٹ کر باندھ دیتی ہیں اور اس کا نام "امام ضامن" رکھا گیا ہے جو کہ بالکل خود ساختہ کام ہے نہ اس کی کوئی اصل ہے نہ کہیں اس کا حکم دیا گیا ہے۔ بعض بدلگام لوگ اس کو بھی اہلسنّت کے کھاتے میں ڈالتے ہیں اور کہتے ہیں یہ بریلویوں کے امام کا کام ہے حالانکہ امام اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ کا اس کام سے کوئی واسطہ نہیں بلکہ امام اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا کہ کیا امام ضامن کا جو پیسہ باندھا جاتا ہے، اس کی کوئی اصل ہے؟

آپ نے ارشاد فرمایا کہ کچھ نہیں۔ (ملفوظات شریف، ص ۳۲۸، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

غیر اللّٰہ سے استغاثہ اور مدد کے متعلق عقیدہ

غیر اللہ سے استغاثہ اور مدد کے متعلق مسلمانوں پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اولیاء کرام رحمہم اللہ کو معبود مان کر ان سے مدد مانگتے ہیں جو کہ کھلا بہتان ہے۔ مسلمانانِ اہلسنّت بزرگانِ دین کو اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر جان کر ان سے مدد مانگتے ہیں۔ اس معاملے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ کو خوب بدنام کیا جاتا ہے اور معاذاللہ مشرک اور بدعتی تک کہا اور مشہور کیا جاتا ہے۔ اے کاش! ایسے لوگ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی کتابوں کا مطالعہ کرتے تو ایسی بدگمانی نہ پھیلاتے۔ اب اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا عقیدہ ملاحظہ فرمائیں۔

چنانچہ امام اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ ایک استفتاء کے جواب میں لکھتے ہیں:۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اولیاء کرام سے استغاثہ اور استعانت مشروط طور پر جائز ہے جبکہ انہیں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کی بارگاہ میں وسیلہ جانے اور انہیں "باذن الٰہی والمدبرات امراء" سے مانے اور اعتماد کرلے کہ بے حکم خدا تعالیٰ ذرّہ نہیں مل سکتا اور اللہ تعالیٰ کے دیئے بغیر کوئی ایک حصہ نہیں دے سکتا۔ ایک حرف نہیں سن سکتا۔ پلک نہیں ہلا سکتا اور بے شک سب مسلمانوں کا یہی اعتقاد ہے۔ (احکام شریعت، حصہ اوّل، ص ۴، مطبوعہ آگرہ ہندوستان)

فرائض کو چھوڑ کر نفل بجا لانا

وقت کے امام پر ایک الزام یہ بھی لگایا جاتا ہے کہ انہوں نے اس اُمت کو مستحبات اور نوافل میں لگا دیا۔ فرائض کی اہمیت کو فراموش کیا گیا حالانکہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ کے فتاوے اور ان کی کتابوں کا اگر کوئی تعصب کی عینک اُتار کر مطالعہ کرے تو وہ بے ساختہ بول اُٹھے گا کہ امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ اسلامی عقائد کے ترجمان تھے چنانچہ

امام اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ابو محمد عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب مستطاب فتوح الغیب میں کیا کیا جگر شگاف مثالیں ایسے شخص کیلئے ارشاد فرمائی ہیں جو فرض چھوڑ کر نفل بجا لائے۔ اس کتاب میں فرمایا کہ اگر فرائض کی ادائیگی سے قبل سنن و نوافل میں مشغول ہو تو سنن و نوافل قبول نہیں ہوتیں بلکہ موجب اہانت ہوتی ہیں۔ (اعز الاکتناہ فی صدقۃ مانع الزکوٰۃ، مطبوعہ بریلی، ص ۱۰-۱۱)

طریقت کی اصل تعریف

جاہل لوگوں نے مسلکِ اہلسنّت کو بدنام کرنے کیلئے جہالت کا نام طریقت رکھ دیا، چرس، بھنگ، ناچ گانے، سٹے کے نمبر بتانے والوں اور جعلی عاملوں کا نام طریقت رکھ دیا اور معاذ اللہ یہ بہتان اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ پر لگایا جاتا ہے کہ یہ انہوں نے سکھایا ہے۔ امام اہلسنت کی تعلیمات کا مطالعہ کیا جائے تو حقیقت سامنے آجاتی ہے چنانچہ

امام اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں کہ طریقت نام ہے "وصول الی اللہ کا" محض جنون و جہالت ہے دو حرف پڑھا ہوا جانتا ہے طریق طریقہ طریقت راہ کو کہتے ہیں نہ کہ پہنچ جانے کو۔ تو یقیناً طریقت بھی راہ ہی کا نام ہے۔ اب اگر وہ شریعت سے جدا ہو تو بشارت قرآن عظیم خدا تعالیٰ تک نہ پہنچائے گی بلکہ شیطان تک لے جائیگی، جنت میں نہ لے جائیگی بلکہ جہنم میں کہ شریعت کے سوا سب راہوں کو قرآن عظیم باطل و مردود فرما چکا۔ (مقال العرفاء باعزاز شرع وعلماء، مطبوعہ کراچی، ص ۷)

جشنِ ولادت کا چراغاں

امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا کہ میلاد شریف میں جھاڑ (یعنی پنج شاخہ مشعل) فانوس، فروش وغیرہ سے زیب وزِینت اِسراف ہے یا نہیں؟

آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ علماء فرماتے ہیں یعنی اسراف میں کوئی بھلائی نہیں اور بھلائی کے کاموں میں خرچ کرنے میں کوئی اسراف نہیں۔ (ملخصاً، تفسیر کشاف، سورۂ فرقان تحت الآیۃ۶۷، جلد سوم، ص ۲۹۳)

جس شے سے تعظیم ذکر شریف مقصود ہو ہرگز ممنوع نہیں ہو سکتا۔

امام غزالی علیہ الرحمہ نے احیاء العلوم میں حضرت سیّد ابو علی رودباری علیہ الرحمہ سے نقل کیا کہ ایک بندہ صالح نے مجلس ذکر شریف ترتیب دی ہے اور اس میں ایک ہزار شمعیں روشن کیں۔ ایک شخص ظاہر بین پہنچے اور یہ کیفیت دیکھ کر واپس جانے لگا۔ بانی مجلس نے ہاتھ پکڑا اور اندر لے جاکر فرمایا کہ جو شمع میں نے غیر خدا کیلئے روشن کی وہ بجھا دیجئے۔ کوشش کی جاتی تھیں اور کوئی شمع ٹھنڈی نہ ہوتی۔ (احیاء علوم الدین، الجزالثانی، کتاب آداب الاکل، ص ۲۶)

جنابِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ادب کے ساتھ پکارنا

ادب اور تعظیم کا تقاضا یہ ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آپ کے ذاتی نام "محمّد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" سے نہ پکارا جائے اور نہ ہی نعت شریف میں پڑھا جائے بلکہ یارسول اللہ، یاحبیب اللہ، یانبی اللہ اور یارحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہہ کر ندا دی جائے۔

جہاں کہیں مساجد میں، محرابوں میں، پوسٹروں اور بینروں میں بھی "یا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" کی جگہ یارسول اللہ، یاحبیب اللہ، یانبی اللہ اور یارحمۃ للعالمین (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہی تحریر کیا جائے تاکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب و احترام ملحوظ رہے۔

چنانچہ امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

قرآن مجید کی آیت ہے کہ رسول کا پکارنا اپنے میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو، اب ایک دوسرے میں باپ اور مولا اور بادشاہ سب آگئے۔ اسی لئے علماء فرماتے ہیں، نام پاک لے کر ندا کرنا حرام ہے۔ اگر روایت میں مثلاً "یا محمد" (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آیا ہو تو اس کی جگہ بھی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہے۔ اس مسئلہ کا بیان امامِ اہلسنّت علیہ الرحمہ کا رسالہ "تجلی الیقین بان نبینا سیّد المرسلین" میں دیکھئے۔ (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۱۵، ص ۱۷۱، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور)

مرد کا بال بڑھانا

امامِ اہلسنّت امام احمد رضاخان محدث بریلی علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا کہ اکثر بال بڑھانے والے لوگ حضرت گیسو دراز کو دلیل لاتے ہیں۔

آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ جہالت ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بکثرت احادیثِ صحیحہ میں ان مَردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں سے مشابہت پیدا کریں اور عورتوں پر جو مردوں سے۔ (صحیح بخاری، کتاب اللباس، حدیث ۵۸۸۵، ص ۴)

اور تشبہ کیلئے ہر بات میں پوری وضع بنانا ضروری نہیں (صرف) ایک ہی بات میں مشابہت کافی ہے۔ (ملفوظات شریف، ص ۲۹۷، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

مرد کو چوٹی رکھنا حرام ہے

امامِ اہلسنّت امام احمد رضاخان محدث بریلی علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا کہ مرد کو چوٹی رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ بعض فقیر رکھتے ہیں۔

آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ حرام ہے۔ حدیث شریف میں فرمایا، اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے ایسے مردوں پر جو عورتوں سے مشابہت رکھیں اور ایسی عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت پیدا کریں۔ (مسند احمد بن حنبل، حدیث ۳۱۵۱، جلد اوّل، ص ۷۲۷)

(ملفوظات شریف، ص ۲۸۱، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

اللہ تعالیٰ کو عاشق اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معشوق کہنا ناجائز ہے

سوال: اللہ تعالیٰ کو عاشق اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معشوق کہنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، ناجائز ہے کہ معنی عشق اللہ تعالیٰ کے حق میں محال قطعی ہیں اور ایسا لفظ بے ورود ثبوت شرعی اللہ تعالیٰ کی شان میں بولنا ممنوع قطعی۔ (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۲۱، ص ۱۱۴، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

مدینہ طیبہ کو یثرب کہنا ناجائز و گناہ ہے

سوال: کیا حکم شرع شریف کا اس بارے میں کہ مدینہ شریف کو "یثرب" کہنا جائز ہے یا نہیں؟ جو شخص یہ لفظ کہے اس کی نسبت کیا حکم ہے؟

جواب: امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، مدینہ طیبہ کو یثرب کہنا ناجائز و ممنوع و گناہ ہے اور کہنے والا گنہ گار۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو مدینہ کو یثرب کہے اس پر توبہ واجب ہے، مدینہ طابہ ہے مدینہ طابہ ہے (اسے امام احمد نے بسند صحیح براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا)۔ (مسند امام احمد بن حنبل، المکتب الاسلامی بیروت ۴/۲۸۵)

(فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۲۱، ص ۱۱۶، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

مدینہ منورہ، مکۃ المکرمہ سے بھی افضل ہے

سوال: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مزار اقدس بلکہ مدینہ طیبہ عرش و کرسی و کعبہ شریف سے افضل ہے یا نہیں؟

جواب: امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، تربتِ اطہر یعنی وہ زمین کہ جسم انور سے متصل ہے کعبہ معظمہ بلکہ عرش سے بھی افضل ہے۔ (مسلک متقسط مع ارشاد الساری، باب زیارۃ سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ص ۳۳۶، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

باقی مزار شریف کا بالائی حصہ اس میں داخل نہیں کہ کعبہ معظمہ مدینہ طیبہ سے افضل ہے ہاں اس میں اختلاف ہے کہ مدینہ طیبہ سوائے موضع تربتِ اطہر اور مکہ معظمہ سوائے کعبہ مکرمہ ان دونوں میں کون افضل ہے، اکثر جانب ثانی ہیں اور اپنا مسلک اوّل اور یہی مذہب فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔

طبرانی شریف کی حدیث شریف میں تصریح ہے کہ مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ سے افضل ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث ۴۴۵۰، جلد ۴، ص ۲۸۸، مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت)

(فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۱۰، ص ۷۱۱، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور پنجاب)

حرام مال پر نیاز دینا نرا وبال ہے

امام اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جو شخص حرام مال پر نیاز دیتا ہے اور کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبول فرمالیتے ہیں اس شخص کا یہ قول غلط صریح و باطل قبیح اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افترائے فضیح ہے۔

زنہار مال حرام قابلِ قبول نہیں، نہ اسے راہِ خدا میں صَرف کرنا روا، نہ اس پر ثواب ہے بلکہ نرا وَبال ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۲۱، ص ۱۰۵، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

جاہلانہ رسم

سوال: یہ جو بعض جہلاء غرض ڈورے کیا کرتے ہیں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ خاتونِ جنت ہر کسی گھر ماہ ساون بھادوں میں جایا کرتی اور ایک ایک ڈورا ان کے کان میں باندھ کر یہ کہا کرتیں کہ پوریاں پکا کر فاتحہ دِلا کر لانا، اس کی کچھ سند ہے یا واہیات ہے؟

جواب: امام اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، یہ ڈوروں کی رسم محض بے اصل و مردود ہے اور حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف اس کی نسبت محض جھوٹ برا اِفتراء ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۲۳، ص ۲۷۲، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

ماہِ صفر المظفر منحوس نہیں

عوام میں بیماری پھیلی ہوئی ہے کہ ماہِ صفر المظفر منحوس ہے اس میں بلائیں اُترتی ہیں، اس ماہ میں کوئی خوشی کی تقریب منعقد نہ کی جائے خصوصاً شروع ماہ کی تیرہ تاریخوں میں اور آخری تاریخوں میں......

سوال: اکثر لوگ 3, 13 یا 23 - 8, 18, 28 وغیرہ تواریخ اور پنج شنبہ و یکشنبہ و چہار شنبہ وغیرہ ایام کو شادی وغیرہ نہیں کرتے۔ اعتقاد یہ ہے کہ سخت نقصان پہنچے گا ان کا کیا حکم ہے؟

جواب: امام اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ سب باطل و بے اصل ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۲۳، ص ۲۷۲، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

آخری بدھ کی شرعی حیثیت

امام اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ماہِ صفر المظفر کی آخری بدھ کی کوئی اصل نہیں۔ نہ اس دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحت یابی کا کوئی ثبوت ہے بلکہ مرض اقدس جس میں وصال شریف ہوا، اس کی ابتداء اسی دن سے بتائی جاتی ہے اور ایک حدیث مرفوع میں آیا ہے ابتلائے ایوب علیہ السلام اسی دن تھی۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۰، ص ۱۱۷)

یزید کیلئے مغفرت والی نماز کی روایت بے اصل ہے

سوال﴾ بعد سلام مسنون معروض خدمت ہوں کہ نماز غفیرا کی بابت میں ذکر الشہادتین دیکھا ہے کہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کو واسطے مغفرت کی بتائی تھی مجھے اس نماز کی تلاش ہے، میں پڑھنا چاہتی ہوں براہِ مہربانی اس مسئلہ پر التفات مبذول فرماکر ترتیبِ نماز سے اطلاع دیجئے۔

جواب﴾ وعلیکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ یہ روایت محض بے اصل ہے۔ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی نماز یزید پلید کی مغفرت کیلئے اس کو تعلیم نہ فرمائی۔ (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۲۸، ص ۵۲، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن لاہور)

لال کافر کو قتل کرنے والی روایت بے اصل ہے

سوال﴾ سنا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لال کافر کو مارا اور بھاگا اور ہنوز زندہ ہے، آیا اس کی کوئی خبر حدیث سے ہے؟ اور کب تک زندہ رہے گا؟ پھر ایمان لائے گا یا نہیں؟

جواب﴾ یہ بے اصل ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۲۸، ص ۳۶۶، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن لاہور)

حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ملک الموت سے زنبیل ارواح چھین لینے والا واقعہ

سوال﴾ کہا جاتا ہے کہ زنبیل ارواح کی عزرائیل علیہ السلام سے حضرت پیرانِ پیر نے ناراض اور غصّہ میں ہو کر چھین لی تھی؟

جواب﴾ زنبیل ارواح (روحوں کا تھیلا) چھین لینا خرافات جہال سے ہے۔ سیّدنا عزرائیل علیہ السلام رسل ملائکہ سے ہیں اور رسل ملائکہ اولیاء بشر سے بالاجماع افضل ہیں تو مسلمانوں کو ایسی اباطیل واہیہ سے احتراز لازم ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۲۸، ص ۴۱۹، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن لاہور)

روزہ مشکل کشا

امام اہلسنّت امام احمد رضاخان محدث بریلی علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا حضور اکثر عورتیں مشکل کشا علی کا روزہ رکھتی ہیں کیسا ہے؟ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا، روزہ خاص اللہ تعالیٰ کیلئے ہے اگر اللہ تعالیٰ کا روزہ رکھیں اور اس کا ثواب مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نذر کریں تو حرج نہیں مگر اس میں یہ کرتی ہیں کہ روزہ آدھی رات تک رکھتی ہیں۔ شام کو اِفطار نہیں کرتیں۔ آدھی رات کے بعد گھر کا کواڑ کھول کر کچھ دعا مانگتی ہیں۔ اس وقت روزہ اِفطار کرتی ہیں یہ شیطانی رسم ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۴، ص ۶۶)

داڑھی منڈوانے اور کتروانے والا فاسق

امامِ اہلسنّت امام احمد رضاخان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ داڑھی منڈوانے اور کتروانے والا شخص فاسق معلن ہے اور اس کو امام بنانا گناہ ہے۔ (احکام شریعت، جلد دوم، ص ۳۲۱، مطبوعہ میرٹھ ہندوستان)

کھانا بیٹھ کر، جوتے اُتار کر کھانا چاہئے

آج کل دعوتوں میں منحوس روایت پیدا ہو گئی کہ لوگ کھڑے ہو کر کھانا کھاتے ہیں۔

امامِ اہلسنّت امام احمد رضاخان محدث بریلی علیہ الرحمہ نے ایسے لوگوں کو یہ حدیث شریف یاد دِلائی ہے جس میں حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیٹھ کر اور جوتے اُتار کر کھانے کا حکم دیا ہے۔ (فتاویٰ افریقہ، ص ۳۸، مطبوعہ کانپور ہندوستان)

کھڑے ہوکر پیشاب کرنا منع ہے

ہمارے نوجوانوں میں یہ بیماری کثرت سے پائی جاتی ہے کہ وہ کھڑے کھڑے پیشاب کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے پیشاب کے چھینٹے ارد گرد اور کپڑوں پر پڑتے ہیں اور پھر آدمی ناپاک ہو جاتا ہے۔ امامِ اہلسنّت امام احمد رضاخان محدث بریلی علیہ الرحمہ نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے والوں کو یہ حدیث شریف یاد دِلائی جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، بے ادبی اور بد تہذیبی ہے کہ آدمی کھڑے ہو کر پیشاب کرے۔ (فتاویٰ افریقہ، ۹/۱۰، مطبوعہ کانپور ہندوستان)

قبروں پر جوتا پہن کر چلنا اہلِ قبور کی توہین ہے

جب لوگ قبرستان میں تدفین کیلئے یا اہلِ خانہ کی قبور پر فاتحہ پڑھنے جاتے ہیں تو قبروں پر بیٹھتے اور چلتے پھرتے رہتے ہیں۔

امامِ اہلسنّت امام احمد رضاخان محدث بریلی علیہ الرحمہ نے جوتا پہن کر قبروں پر چلنے کو اہلِ قبور کی توہین قرار دیا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ شریف، جلد ۴، ص ۱۰۷)

حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہمیشہ سے مسلمان تھے

سوال﴾ علمائے دین ومفتیان شرع متین اس میں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ کے مسلمان تھے یا کہ علی مافی تاریخ الخلفاء للسیوطی و رد المحتار لابن عابدین و جامع المناقب وغیرہ (جیسا کہ امام سیوطی کی تاریخ الخلفاء، علامہ ابن عابدین کی شامی کی رد المحتار اور جامع المناقب وغیرہ میں ہے) تیرہ یا دس یا نو یا آٹھ برس کے سن میں ایمان لائے ہیں اور اگر ہمیشہ مسلمان تھے تو پھر ایمان لانا چہ معنی دارد۔

جواب﴾ حضرت امیر المومنین، سیّدنا علی المرتضیٰ مشکل کشا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنیٰ اور حضرت امیر المومنین سیّدنا ومولانا صدیق اکبر عتیق اطہر علیہ الرضوان الاجل الاظہر دونوں حضرات عالم ذریت سے روزِ ولادت، روزِولادت سے سنّ تمیز، سنّ تمیز سے ہنگامِ ظہور پر نور آفتاب بعثت، ظہورِ بعثت سے وقتِ وفات، وقتِ وفات سے ابدالآباد تک بحمد اللہ تعالیٰ موحد موقن و مسلم ومومن وطیب وزکی وطاہر ونقی تھے، اور ہیں، اور رہینگے، کبھی کسی وقت کسی حال میں ایک لحظہ ایک آن کولوثِ کفر وشرک و انکار ان کے پاک، مبارک، ستھرے دامنوں تک اصلاً نہ پہنچا نہ پہنچے۔

عالمِ ذریت سے روزِ ولادت تک اسلام میثاقی تھا کہ "اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰی" (کیا میں تمہارا ربّ نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں) روزِ ولادت سے سنِ تمیز تک اسلام فطری کہ حدیثِ پاک میں ہے ہر بچہ فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے (صحیح بخاری) سنِ تمیز سے روزِ بعثت تک اسلام توحیدی کہ ان حضرات والاصفات نے زمانہ فترت میں بھی کبھی بت کو سجدہ نہ کیا، کبھی غیر خدا کو نہ قرار دیا ہمیشہ ایک ہی جانا، ایک ہی مانا، ایک ہی کہا اور ایک ہی سے کام رہا۔ (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۲۸، ص ۴۵۹، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن لاہور)

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا، کا مطلب

سوال﴾ ﴿ان اللہ خلق آدم علی صورتہ﴾ (بے شک اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا) اور حضور سے یہ عرض ہے کہ یہ حدیث ہے یا قول ہے؟

جواب﴾ یہ حدیث صحیح ہے اور اضافت شرف کیلئے ہے جیسے بیتی (میرا گھر) اور ناقۃ اللہ (اللہ تعالیٰ کی اونٹنی) یا ضمیر آدم علیہ السلام کی طرف ہے یعنی آدم علیہ السلام کو ان کی کامل صورت پر بنایا "طولہ ستون ذراعا" ان کا قد آٹھ ہاتھ کا بخلاف اولادِ آدم کہ بچہ چھوٹا پیدا ہوتا پھر بڑھ کر اپنے کامل قد کو پہنچتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۲۷، ص ۴۳، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن لاہور)

بجلی کیا شے ہے ؟

سوال بجلی کیا شے ہے؟

جواب اللہ تعالیٰ نے بادلوں کے چلانے پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہے جس کا نام رعد ہے، اس کا قد بہت چھوٹا ہے اور اس کے ہاتھ میں ایک بہت بڑا کوڑا ہے، جب وہ کوڑا بادل کو مارتا ہے اس کی تری سے آگ جھڑتی ہے اس کا نام بجلی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۲۷، ص ۲۳، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

زلزلہ کیوں آتا ہے ؟

سوال زلزلہ آنے کا کیا باعث ہے؟

جواب اصلی باعث آدمیوں کے گناہ ہے اور پیدا یوں ہوتا ہے کہ ایک پہاڑ تمام زمین کو محیط ہے اور اس کے ریشے زمین کے اندر اندر سب جگہ پھیلے ہوئے ہیں جیسے بڑے درخت کی جڑیں دور تک اندر اندر پھیلتی ہیں جس زمین پر معاذاللہ زلزلہ کا حکم ہوتا ہے وہ پہاڑ اپنے اس جگہ کے ریشے کو جنبش دیتا ہے، زمین ہلنے لگتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۲۷، ص ۹۳، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

واقعہ معراج سے منسوب کچھ من گھڑت باتیں

امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ سے سوال کیا گیا کہ مولوی غلام امام شہید نے ص ۹۵ سطر گیارہ میں لکھا ہے کہ شبِ معراج میں حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح پاک نے حاضر ہو کر گردن نیاز صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدم سراپا اعجاز کے نیچے رکھ دی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گردنِ غوثِ اعظم پر قدم رکھ کر براق پر سوار ہوئے اور اس روح پاک سے استفسار فرمایا کہ تو کون ہے؟ عرض کیا کہ میں آپ کے فرزندوں اور ذریات طیبات سے ہوں۔ اگر آج نعمت سے کچھ منزلت بخشئے گا تو آپ کے دین کو زندہ کروں گا۔ فرمایا کہ محی الدین ہے اور جس طرح آج میرا قدم تیری گردن پر ہے اسی طرح کل تیرا قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہو گا اور اس روایت کی دلیل یہ لکھی ہے کہ صاحب منازل اثناء عشریہ بھی تحفہ قادریہ سے لکھتے ہیں۔

اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۸ سطر نمبر ۵ میں مرقوم ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوش ہو کر براق پر سوار ہونے لگے۔ براق نے شوخی شروع کی۔ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ کیا بے حرمتی ہے تو نہیں جانتا کہ تیرا سوار کون ہے؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ براق نے کہا اے امین وحی الٰہی! تم اس وقت خفگی مت کرو مجھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں التماس کرنی ہے۔ فرمایا بیان کرو۔ عرض کیا آج میں دولتِ زیارت سے مشرف ہوں، کل قیامت کے دن مجھ سے بہتر براق آپ کی سواری کے واسطے آئیں گے، اُمیدوار ہوں کہ حضور سوائے میرے اور کسی براق کو پسند نہ فرمائیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی التجا قبول فرمائی۔ صاحبِ تحفۃ القادریہ لکھتے ہیں کہ وہ براق خوشی سے پھولا نہ سمایا اور اتنا بڑھا اور اونچا ہوا کہ صاحبِ معراج کا ہاتھ زین تک اور پاؤں رکاب تک نہ پہنچا، کیا یہ روایت صحیح ہے؟

امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ کتبِ احادیث و سیر میں اس روایت کا نشان نہیں۔ رسالہ غلام امام شہید محض نامعتبر بلکہ صریح اباطیل و موضوعات پر مشتمل ہے۔ منازل اثناء عشریہ کوئی کتاب فقیر کی نظر سے نہ گزری نہ کہیں اس کا تذکرہ دیکھا۔ تحفۂ قادریہ شریف اعلیٰ درجہ کی مستند کتاب ہے، میں اس کے مطالعہ بالاستیعاب سے بارہا مشرف ہوا، جو نسخہ میرے پاس ہے یا جو میری نظر سے گزرا ہے اس میں یہ روایت اصلاً نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۲۶، ص ۳۹۷، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

"یا جنید" والے واقعہ کی اصل حقیقت

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ جنید ایک بزرگ کامل تھے۔ انہوں نے سفر کیا۔ راستے میں ایک دریا پڑا۔ اس کو پار کرتے وقت ایک آدمی نے کہا کہ مجھ کو بھی دریا کے پار کر دیجئے۔ تب ان بزرگ کامل نے کہا تم میرے پیچھے یا جنید یا جنید کہتے چلو اور میں اللہ اللہ کہتا چلوں گا۔ درمیان میں وہ آدمی بھی اللہ اللہ کہنے لگا۔ تب وہ ڈوبنے لگا، اس قت ان بزرگ نے کہا کہ تُو اللہ اللہ مت کہہ یا جنید یا جنید کہہ۔ تب اس آدمی نے یا جنید یا جنید کہا، تب وہ نہیں ڈوبا، یہ دُرست ہے یا نہیں؟ اور بزرگ کامل کیلئے کیا حکم ہے اور آدمی کیلئے کیا حکم ہے؟

جواب یہ غلط ہے کہ سفر میں دریا ملا بلکہ دَجلہ ہی کے پار جانا تھا اور یہ بھی زیادہ ہے کہ میں اللہ اللہ کہتا چلوں گا اور یہ محض افتراء ہے کہ انہوں نے فرمایا تو اللہ اللہ مت کہہ۔ یا جنید کہنا خصوصاً حیاتِ دنیاوی میں خصوصاً جبکہ پیش نظر موجود ہیں اسے کون منع کر سکتا ہے کہ آدمی کا حکم پوچھا جائے اور حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے حکم پوچھنا کمال بے ادبی و گستاخی و دریدہ دہنی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۲۶، ص ۴۳۶، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

اعرابِ قرآنی کا موجد کون ہے ؟

سوال اعرابِ قرآنی کی ایجاد کس سن میں ہوئی اور اس کا بانی کون ہے؟ یہ بدعتِ حسنہ ہے یا سیئہ؟ اگر بدعتِ حسنہ ہے تو (ہر بدعت گمراہی ہے) کے کیا معنی ہیں؟

جواب زمانہ عبد الملک بن مروان میں اس کی درخواست سے مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کے شاگرد حضرت ابو الاسود دُئلی نے یہ کارِنیک کیا (یہ کام) بدعتِ حسنہ تھا اور تمام ممالک عجم میں یقیناً واجب کہ عام لوگ (اعراب) کے بغیر صحیح تلاوت نہیں کر سکتے۔

بدعتِ ضلالت وہ ہے کہ رد و مزاحمت سنت کرے، اور یہ تو مؤید و مزاحمت سنت کرے اور یہ تو مؤید و معین سنت بلکہ ذریعہ ادائے فرض ہے۔ کیونکہ لحن بلا خلاف حرام ہے جیسا کہ عالمگیری میں ہے لہٰذا اس کا چھوڑنا فرض ہے اور یہ اس سے بچنے کا راستہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۲۶، ص ۳۹۹، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

کیا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے حنفی تھے ؟

سوال کیا یہ روایت صحیح ہے کہ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب دیکھا کہ حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میرا مذہب ضعیف ہوا جاتا ہے لہٰذا تم میرے مذہب میں آجاؤ۔ میرے مذہب میں آنے سے میرے مذہب کو تقویت ہو جائیگی اس لئے حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حنفی سے حنبلی ہو گئے ؟

جواب یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ سے حنبلی تھے اور بعد کو جب عین الشریعۃ الکبریٰ تک پہنچ کر منصبِ اجتہاد مطلق حاصل ہوا، مذہب حنبل کو کمزور ہوتا ہوا دیکھ کر اس کے مطابق فتویٰ دیا کہ حضور محی الدین اور دین متین کے یہ چاروں ستون ہیں لوگوں کی طرف سے جس ستون میں ضعف آتا دیکھا اس کی تقویت فرمائی۔ (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۲، ص ۴۳۳، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

منصور بن حلاج کا اصل واقعہ

سوال مکرم و معظم بعد آداب نیاز کے گزارش ہے کہ اگر برائے مہربانی ان واقعات کے جن کی بناء پر حضرت منصور بن حلاج کے بارے میں فتویٰ دیا گیا تھا، مطلع فرمائیں تو بہت ممنون ہوں اگر فتویٰ میں کسی آیت شریف کا حوالہ دیا گیا ہو تو اس کو بھی لکھ دیجئے گا۔ اس تکلیف دہی کو معاف فرمایئے گا۔ ایک معاملہ میں اس کی بہت ضرورت ہے۔

جواب حضرت حسین بن منصور حلاج علیہ الرحمہ جن کو عوام منصور کہتے ہیں، منصور ان کے والد کا نام تھا۔ ان کا اسمِ گرامی حسین، اکابر اہل حال سے تھے، ان کی ایک بہن ان سے بدر جہا مرتبہ ولایت و معرفت میں زائد تھیں۔ وہ آخر شب کو جنگل تشریف لے جاتیں اور یادِ الٰہی میں مصروف ہوتیں۔ ایکدن ان کی آنکھ کھلی بہن کو نہ پایا، گھر میں ہر جگہ تلاش کیا، پتا نہ چلا، ان کو وَسوسہ گزرا۔ دوسری شب میں قصداً سوتے میں جان ڈال کر جاگتے رہے۔ وہ اپنے وقت پر اُٹھ کر چلیں، یہ آہستہ آہستہ پیچھے ہولئے، دیکھتے رہے، آسمان سے سونے کی زنجیریں یاقوت کا جام اُترا اور ان کے دہن مبارک کے برابر آگا۔ انہوں نے پینا شروع کیا۔ ان سے صبر نہ ہو سکا کہ یہ جنت کی نعمت نہ ملے بے اختیار کہہ اُٹھے کہ بہن تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم کہ تھوڑا میرے لئے چھوڑو۔ انہوں نے ایک جرعہ چھوڑ دیا۔ انہوں نے پیا، اس کے پیتے ہی ہر جڑی بوٹی ہر در و دِیوار سے ان کو یہ آواز آنے لگی کہ کون اس کا زیادہ مستحق ہے کہ ہماری راہ میں قتل کیا جائے۔ انہوں نے کہنا شروع کیا "انا الحق" بے شک میں سب سے زیادہ اس کا سزاوار ہوں۔ لوگوں کے سننے میں آیا "انا الحق" (میں حق میں) وہ دعویٰ خدائی سمجھے اور یہ کفر ہے اور مسلمان ہو کر جو کفر کرے، مرتد ہے اور مرتد کی سزا قتل ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں، جو اپنا دین بدل دے اسے قتل کرو۔ اس حدیث کو اصحاب ستہ میں سے مسلم کے علاوہ سب نے اور امام احمد نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۲۶، ص ۴۰۰، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معراج کی رات اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنا

سوال حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معراج کی رات میں بچشمِ خود اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا۔

جواب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رؤیت بمعنی احاطہ کا انکار فرماتی ہیں کہ "لا تدرکہ الابصار" سے سند لاتی ہیں اور احادیثِ صحیحہ میں رؤیت کا اثبات بمعنی احاطہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی شے محیط نہیں ہو سکتی، وہی ہر شے کو محیط ہے اور اثبات نفی پر مقدم۔ (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۲۹، ص ۳۳۲، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن لاہور)

تاش اور شطرنج کھیلنا گناہ و حرام ہے

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تاش و شطرنج کھیلنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب دونوں (تاش و شطرنج) ناجائز ہیں اور تاش زیادہ گناہ و حرام کہ اس میں تصاویر بھی ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۲۴، ص ۱۱۳، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن لاہور)

کیا انبیائے کرام علیہم السلام کے فضلات شریفہ پاک ہیں

امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے فضلات شریف (یعنی جسم سے خارج ہونے والے زائد مادے مثل بول و براز وغیرہ) پاک ہیں؟

آپ نے ارشاد فرمایا، پاک ہیں اور ان کے والدین کریمین کے وہ نطفے بھی پاک ہیں، جن سے یہ حضرات پیدا ہوئے۔

(شرح الشفاء للقاضی عیاض، جلد اوّل، ص ۱۶۸، شرح العلامۃ الزرقانی، جلد اوّل، ص ۱۹۴) (ملفوظات شریف، ص ۴۵۶، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

پائنچے ٹخنے سے نیچے رکھنا مکروہِ تنزیہی ہے

امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ پائنچے ٹخنے سے نیچے بھی مکروہِ تنزیہی ہے یعنی صرف خلافِ اولیٰ جبکہ بہ نیتِ تکبر نہ ہو۔

فتاویٰ عالمگیری میں (مسئلہ مذکورہ کی) تصریح کی گئی اور اس بارے میں صحیح بخاری کی حدیث موجود ہے۔ تم ان لوگوں میں سے نہیں جو بر بنائے تکبر ٹخنوں سے نیچے ازار (شلوار) لٹکاتے ہیں (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوال پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا تھا)۔ (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۲۳، ص ۹۸، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن لاہور)

ذکر کرتے وقت بناوٹی وَجد حرام ہے

بعض حلقہ ذکر میں دورانِ ذکر کچھ لوگ بناوٹی طور پر کھڑے ہوجاتے ہیں۔ اُچھل کود شروع کردیتے ہیں۔ ایک دوسرے کے اوپر گر پڑتے ہیں۔ جس سے مجلس کا تقدس پامال ہوتا ہے۔ دیکھنے والے کو تماشا محسوس ہوتا ہے۔ ایسے ہی کاموں کے متعلق امامِ اہلسنّت امام احمد رضاخان محدث بریلی علیہ الرحمہ سے سوال کیا گیا۔

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ذکر جلی کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور آواز کس قدر بلند کرسکتا ہے، کوئی حد معین ہے یا نہیں؟ حلقہ باندھ کر ذکر کرتے وقت ذکر کرتے کرتے کھڑے ہوجانا اور سینہ پر ہاتھ مارنا، ایک دوسرے پر گر پڑنا، لیٹ جانا، رونا، زاری کی دھوم مچانا کیسا ہے؟

جواب امامِ اہلسنّت امام احمد رضاخان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ذکر جلی جائز ہے، حد معین یہ ہے کہ اتنی آواز نہ ہو جس سے اپنے آپ کو ایذا ہو یا کسی نمازی، مریض یا سوتے کو تکلیف پہنچے اور ذکر کرتے کرتے کھڑا ہوجانا وغیرہا افعال مذکورہ اگر بحالتِ وجد صحیح ہیں تو کوئی حرج نہیں اور معاذاللہ رِیاکاری کیلئے بناوٹ ہیں تو حرام ہیں (اور ان دونوں کے درمیان کچھ درمیانی درجات ہیں جو عوام کیلئے ذکر نہیں کئے جاسکتے) (فتاویٰ رضویہ)

ایک سے زائد انگوٹھی پہننا ناجائز ہے

انگوٹھیوں کے شوقین اپنی چاروں انگلیوں میں انگوٹھیاں پہنتے ہیں اور بعض لوگ دو انگوٹھیاں بھی پہنتے ہیں جس میں دو دو نگینے بھی لگے ہوتے ہیں پھر اسی حالت میں نماز بھی پڑھتے ہیں حالانکہ یہ ناجائز فعل ہے۔

چنانچہ امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ چاندی کی ایک انگوٹھی ایک نگ کی ساڑھے چار ماشہ سے کم وَزن کی مرد کو پہننا جائز ہے اور دو انگوٹھیاں یا کئی نگ کی ایک انگوٹھی یا ساڑھے چار ماشہ خواہ زائد چاندی کی اور سونے، کانسی، پیتل، لوہے اور تانبے کی مطلقاً ناجائز ہے۔ (احکام شریعت، حصہ دوم، ص ۳۰)

بزرگانِ دین کی تصاویر بطورِ تبرک لینا ناجائز ہے

امامِ اہلسنّت امام احمد رضاخان محدث بریلی علیہ الرحمہ سے سوال کیا گیا کہ بزرگانِ دین کی تصاویر بطورِ تبرک لینا کیسا ہے؟

آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ کعبہ معظمہ میں حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہم السلام و حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تصاویر پر بنی تھی کہ یہ متبرک ہیں (چونکہ) ناجائز فعل تھا (اس لئے) حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود دستِ مبارک سے انہیں دھویا۔ (ملخصاً بخاری شریف، حدیث ۳۳۵۲، جلد ۲، ص ۴۲۱) (ملفوظات شریف، ص ۲۸۷، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

ضرورت مرشد

ضرورتِ مرشد کے بارے میں امام اہلسنّت امام احمد رضاخان محدث بریلی علیہ الرحمہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں، انجام کار رستگاری (اگرچہ معاذاللہ سبقت عذاب کے بعد ہو) یہ عقیدہ اہلسنّت میں ہر مسلمان کیلئے لازم اور کسی بیعت و مریدی پر موقوف نہیں اس کے واسطے صرف نبی کو مرشد جاننا بس ہے۔ (السنیۃ الانیقہ، ص ۱۲۴، مطبوعہ بریلی ہندوستان)

لیکن اسی کے ساتھ ساتھ یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ فلاح احسان کیلئے بے شک مرشد خاص کی حاجت ہے اور وہ بھی شیخ ایصال کی شیخ اتصال اس کیلئے کافی نہیں۔ (السنیۃ الانیقہ، ص ۱۲۴، مطبوعہ بریلی ہندوستان)

ساداتِ کرام کو زکوٰۃ دینا ناجائز ہے

سوال﴾ سادات محتاجین کو زر زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب﴾ زکوٰۃ ساداتِ کرام وسائر بنی ہاشم پر حرام قطعی ہے جس کی حرمت پر ہمارے ائمہ ثلاثہ بلکہ مذاہبِ اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا اجماع قائم۔ امام شعرانی علیہ الرحمہ میزان میں فرماتے ہیں، باتفاق ائمہ اربع بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب پر صدقہ فرضیہ حرام ہے اور وہ پانچ خاندان ہیں۔ آل علی، آل عباس، آل جعفر، آل عقیل، آل حارث بن عبد المطلب، یہ اجماعی اور اتفاقی مسائل میں سے ہے۔ (المیزان الکبریٰ، باب قسم الصدقات، جلد دوم، ص ۱۳، مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر) (فتاویٰ رضویہ شریف جدید، جلد ۱۰، ص ۹۹، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ لاہور)

شیخین کے گستاخ دائرہ اسلام سے خارج ہیں

امام اہلسنّت امام احمد رضاخان محدث بریلی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رافضی تبرائی جو حضرات شیخین صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما خواہ ان میں سے ایک کی شانِ پاک میں گستاخی کرے، اگرچہ صرف اسی قدر کہ انہیں امام و خلیفہ برحق نہ مانے۔ کتب معتمدہ فقہ حنفی کی تصریحات اور عامہ ائمہ ترجیح و فتاویٰ کی تصحیحات پر مطلقاً کافر ہے۔

در مختار مطبوعہ مطبع ہاشمی ص ۶۴ میں ہے، اگر ضروریاتِ دین سے کسی چیز کا منکر ہو تو کافر ہے مثلاً یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ اجسام کے مانند جسم ہے یا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت کا منکر ہونا۔ (در مختار، باب الامامۃ، جلد اوّل، ص ۸۳، مطبوعہ مجتبائی دہلی)

رافضی اگر مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سب صحابہ کرام علیہم الرضوان سے افضل جانے تو بد عتی گمراہ ہے اور اگر خلافتِ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر تو کافر ہے۔ (خزانۃ المفتین، کتاب الصلوٰۃ، جلد اوّل، ص ۲۸) (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۱۴، ص ۲۵۰، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور)

یزید کو پلید لکھنا اور کہنا جائز ہے

سوال: یزید کی نسبت لفظ یزید پلید کا لکھنا یا کہنا از روئے شریعت جائز ہے یا نہیں؟ یزید کی نسبت لفظ "رحمۃ اللہ علیہ" کہنا دُرست ہے یا نہیں؟

جواب: امام اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں کہ یزید بے شک پلید تھا۔ اسے پلید کہنا اور لکھنا جائز ہے۔ اور اسے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہ کہے گا مگر ناصبی کہ اہل بیت رسالت کا دشمن ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۱۴، ص ۶۰۳، مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور)

ہندوؤں کے میلوں میں شرکت

امام اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ سے سوال کیا گیا کہ کُفّار کے میلوں مثلاً دسہرہ وغیرہ میں جانا کیسا ہے؟

اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ ان کا میلہ دیکھنے کیلئے جانا مطلقاً ناجائز ہے۔ اگر ان کا مذہبی میلہ ہے جس میں اپنے مذہبی نقطہ نظر سے کفر و شرک کریں گے، کفر کی آواز سے چلّائیں گے تو ظاہر ہے ایسی صورت میں جانا سخت حرام ہے اور اگر مذہبی میلہ نہیں لہو و لعب کا ہے، جب بھی ناممکن و منکرات و قبائح سے خالی ہو اور منکرات کا تماشا بنانا جائز نہیں۔ (ملخصاً از عرفانِ شریعت، حصہ اوّل، ص ۲۷)

طاقوں پر شہید مرد

بعض لوگ کہتے ہیں کہ فلاں درخت پر شہید مرد رہتے ہیں اور درخت اور طاق پر جاکر ہر جمعرات کو چاول، شیرینی وغیرہ فاتحہ دلاتے ہیں، ہار لگاتے ہیں، لوبان سلگاتے ہیں اور مرادیں مانگتے ہیں۔

اس کے بارے میں امام اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ سب واہیات خرافات اور جاہلانہ حماقت اور بطالت ہیں ان کا ازالہ لازم۔ (احکامِ شریعت، حصہ اوّل، ص ۱۳)

غیر صحابی کے ساتھ "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" لکھنا جائز ہے

امام اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تو کہا ہی جاوے گا، ائمہ و اولیاء و علمائے دین کو بھی کہہ سکتے ہیں۔ کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار شریف و جملہ تصانیف امام عارف باللہ سیّدی عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمہ وغیرہ اکابر میں یہ شائع وذائع ہے چنانچہ تنویر الابصار میں ہے:۔

صحابہ کرام کے اسمائے گرامی کے ساتھ "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" لکھنا یا کہنا مستحب ہے، تابعین اور بعد والے علمائے کرام اور شرفاء کیلئے "رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ" کہنا یا لکھنا مستحب ہے اور اس کا الٹ بھی راجح قول کی بناء پر جائز ہے، یعنی صحابہ کے ساتھ "رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ" اور دوسروں کے ساتھ "رضی اللہ تعالیٰ عنہ"۔ (در مختار شرح تنویر الابصار، مسائل شتّی، مطبع مجتبائی دہلی، ۲/۳۵۰)

(فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۲۳، ص ۳۹۰، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

قبر یا قبر کی طرف نماز پڑھنا

سوال: امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا کہ قبر کی طرف نماز پڑھنا یا قبر پر نماز پڑھنا یا قبرستان میں قبروں کے برابر ہو جانے کے بعد مسجد بنانا یا کھیتی کرانا یا پھول وغیرہ کے درخت لگانا کیسا ہے؟

جواب: قبر پر نماز پڑھنا حرام، قبر کی طرف نماز پڑھنا حرام اور مسلمان کی قبر پر قدم رکھنا حرام، قبروں پر مسجد بنانا یا زراعت وغیرہ کرنا حرام۔

ردالمحتار میں حلیہ سے ہے "تکرہ الصلوٰۃ علیه و الیه لورود النهی عن ذالك"۔ فتح القدیر و طحطاوی و ردالمحتار میں دربارۂ مقابر ہے "المرور فی سکة حادثه فیها حرام" اگر مسجد میں کوئی قبر آجائے تو اس کے آس پاس چاروں طرف تھوڑی دیوار اگرچہ پاؤ گز ہو، قائم کرکے اس پر چھت بنائیں کہ اب نماز یا پاؤں رکھنا قبر پر نہ ہوگا بلکہ اس چھت پر جس کے نیچے قبر ہے اور نماز قبر کی طرف نہ ہوگی بلکہ اس دیوار کی طرف اور یہ جائز ہے۔ (بحوالہ: عرفانِ شریعت، حصہ دوم)

مونچھیں بڑھانا

سوال: امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا کہ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسلمانوں کو مونچھ بڑھانا یہاں تک کہ منہ میں آوے، کیا حکم ہے؟ زید کہتا ہے ٹرکش لوگ بھی مسلمان ہیں وہ کیوں مونچھ بڑھاتے ہیں؟

جواب: مونچھیں اتنی بڑھانا کہ منہ میں آئیں، حرام و گناہ و سنت مشرکین و مجوس و یہود و نصاریٰ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعلیٰ درجہ کی حدیث صحیح میں فرماتے ہیں، مونچھ کترواؤ، داڑھی بڑھاؤ اور یہود و نصاریٰ کی مشابہت نہ کرو۔ (احکامِ شریعت، حصہ دوم)

(مونچھیں پست کرنے کا حکم دیا گیا ہے، علماء نے اس کی یہ توجیح کی کہ مونچھیں مثل ابرو ہونی چاہئے۔)

تمباکو کا استعمال

بقدر ضرور اختلال حواس (اتنی مقدار کہ کھانے سے نقصان اور حواس میں خرابی پیدا ہو) کھانا حرام ہے اور اس طرح کہ منہ میں بو آنے لگے مکروہ اور اگر تھوڑی خصوصاً مشک وغیرہ سے خوشبو کر کے پان میں کھائیں اور ہر بار کھا کر کلیوں سے خوب منہ صاف کر دیں کہ بو نہ آنے پائے تو خالص مباح (جائز) ہے۔ بو کی حالت میں کوئی وظیفہ نہ کرنا چاہئے، منہ اچھی طرح صاف کرنے کے بعد ہو اور قرآن عظیم تو حالتِ بدبو میں پڑھنا سخت منع ہے۔ ہاں جب بدبو نہ ہو تو دُرود شریف و دیگر وَظائف اس حالت میں بھی پڑھ سکتے ہیں کہ منہ میں پان یا تمباکو ہو، اگرچہ بہتر صاف کر لینا ہے مگر قرآن مجید کی تلاوت کے وقت ضرور بالکل صاف کر لیں۔ فرشتوں کو قرآن عظیم کا بہت شوق ہے اور عام ملائکہ کو تلاوت کی قدرت نہ دی گئی۔ جب مسلمان قرآن شریف پڑھتا ہے۔ فرشتہ اس کے منہ پر اپنا منہ رکھ کر تلاوت کی لذّت لیتا ہے۔ اس وقت اگر منہ میں کھانے کی چیز کا لگاؤ ہوتا ہے، فرشتے کو ایذا ہوتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

طيبوا افواهكم باسواك فان افواهكم طريق القرآن

(رواه السنجري عن الابة عن بعض الصحابة رضى الله تعالىٰ عنهم بسنه عن)

اپنے منہ مسواک سے ستھرے کرو کہ تمہارے منہ قرآن کا راستہ ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اذا قام احدكم يصلى من اليل فليستك ان احدكم اذا قرأ فى صلاته وضع ملك فاه على فيه ولا يخرج من فيه شئ الادخل فم الملك (رواه البيهقى فى الشعب و تمامه فى فوائده والضياء فى المختار، عن جابر بن عبد الله رضى الله تعالىٰ عنه وهو حديث صحيح)

جب تم میں کوئی تہجد کو اُٹھے مسواک کرے کہ جو نماز میں تلاوت کرتا ہے فرشتہ اس کے منہ پر اپنا منہ رکھتا ہے جو اس کے منہ سے نکلتا ہے، فرشتہ کے منہ میں داخل ہوتا ہے۔

دوسری حدیث میں ہے:۔

ليس شئ اشد على الملك من ريح الثمر ما قام عبد الى صلوٰة قط

الا التقسم فاه ملك ولا يخرج من فيه آية الا يدخل فى شئ الملك

فرشتہ پر کوئی چیز کھانے کی بو سے زیادہ سخت نہیں۔ جب کبھی مسلمان نماز کو کھڑا ہوتا ہے، فرشتہ اس کا منہ اپنے منہ میں لے لیتا ہے جو آیت اس کے منہ سے نکلتی ہے، فرشتے کے منہ میں داخل ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (احکامِ شریعت، حصہ اوّل)

قبرستان میں شیرینی کی تقسیم

عرض مُردہ کے ساتھ مٹھائی قبرستان میں چیونٹیوں کے ڈالنے کیلئے لے جانا کیسا ہے؟

ارشاد ساتھ لے جانا روٹی کا جس طرح علماء کرام نے منع فرمایا ہے ویسے ہی مٹھائی ہے اور چیونٹیوں کو اس نیت سے ڈالنا کہ میت کو تکلیف نہ پہنچائیں، یہ محض جہالت ہے اور یہ نیت نہ بھی ہو تو بھی بجائے اس کے مساکین صالحین پر تقسیم کرنا بہتر ہے۔

(پھر فرمایا) مکان پر جس قدر چاہیں خیرات کریں، قبرستان میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ اناج تقسیم ہوتے وقت بچے اور عورتیں وغیرہ غل مچاتے اور مسلمانوں کی قبروں پر دوڑتے پھرتے ہیں۔ (ملفوظات امام احمد رضا)

تبرکات کا غلط انتساب

جو تبرکات شریف بلاسند لاتے ہیں، ان کی زیارت کرنا چاہیئے یا نہیں۔ اور اکثر لوگ یہ کہتے ہیں کہ آج کل مصنوعی تبرکات زیادہ لئے پھرتے ہیں۔ ان کا کہنا کیسا ہے؟ اور جو زائر کچھ نذر کرے اس کا لینا جائز ہے یا نہیں اور جو شخص خود مانگے اس کا مانگنا کیسا ہے؟

الجواب۔ تبرکات شریفہ جس کے پاس ہوں ان کی زیارت کرنے پر لوگوں سے اس کا کچھ مانگنا سخت شنیع ہے، جو تندرست ہو، اعضائے صحیح رکھتا ہو، نوکری خواہ مزدوری اگرچہ ڈلیا ڈھونے کے ذریعہ سے روٹی کما سکتا ہو، اسے سوال کرنا حرام ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لا تحل الصدقة لغنی ولا لذی مرة سوی

غنی یا سکت والے تندرست کیلئے صدقہ حلال نہیں۔

علماء فرماتے ہیں:۔

ما جمع السائل بالتکدی فهو الخبیث

سائل جو کچھ مانگ کر جمع کرتا ہے وہ خبیث ہے۔

اس پر ایک شناعت تو یہ ہوئی۔ دوسری شناعت سخت تر یہ ہے کہ دین کے نام سے دنیا کماتا ہے اور یشترون بایاتی ثمنا قلیلا کے قبیل میں داخل ہوتا ہے۔

تبرکات شریف بھی اللہ عزوجل کی نشانیوں سے عمدہ نشانیاں ہیں۔ ان کے ذریعہ سے دنیا کی ذلیل قلیل پونجی حاصل کرنے والا دنیا کے بدلے دین بیچنے والا ہے۔

رہا یہ (سوال) کہ بے اس کے مانگے زائرین کچھ دے دیں اور یہ لے، اس میں تفصیل ہے۔ شرع مطہرہ کا قاعدہ کلیہ ہے کہ

المعهود عرفا کالشروط لفظا

جو لوگ تبرکات شریفہ شہر بہ شہر لئے پھرتے ہیں۔ ان کی نیت وعادت قطعاً معلوم ہے کہ اس کے عوض تحصیل زر و جمع مال چاہتے ہیں۔ یہ قصد نہ ہو تو کیوں دور دراز سفر کی مشقت اُٹھائیں۔ ریلوے کے کرائے دیں، اگر ان میں کوئی زبانی کہے بھی کہ ہماری نیت فقط مسلمانوں کو زیارت سے بہرہ مند کرنا ہے تو ان کا حال ان کے قال کی صریح تکذیب کر رہا ہے۔ ان میں علی العموم وہ لوگ ہیں جو ضروری ضروری مسائل طہارت وصلوٰۃ سے بھی آگاہ نہیں۔ اس فرض قطعی کے حاصل کرنے کو کبھی دس پانچ کوس یا شہر ہی کے کسی عالم کے پاس گھر سے آدھ میل جانا پسند نہ کیا، مسلمانوں کو زیارت کرانے کیلئے ہزاروں کوس سفر کرتے ہیں پھر جہاں زیارتیں ہوں اور لوگ کچھ نہ دیں، وہاں ان صاحبوں کے غصے دیکھئے۔

پہلا حکم یہ لگایا جاتا ہے کہ تم لوگوں کو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کچھ محبت نہیں، گویا ان کے نزدیک محبتِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی میں منحصر ہے کہ حرام طور پر کچھ ان کی نذر کر دیا جائے۔

پھر جہاں کہیں ملے بھی مگر ان کے خیال سے تھوڑا ہو، ان کی سخت شکایتیں اور مذمتیں ان سے سن لیجئے۔ اگرچہ وہ دینے والے صلحاء وعلماء ہوں اور مالِ حلال سے دیا ہو۔

اور جہاں پیٹ بھر مل گیا، وہاں کی لمبی چوڑی تعریفیں لے لیجئے اگرچہ وہ دینے والے فساق وفجار بلکہ بد مذہب ہوں اور مالِ حرام سے دیا ہو، قطعاً معلوم ہے کہ وہ زیارت نہیں کراتے مگر لینے کیلئے اور زیارت کرنے والے بھی جانتے ہیں کہ ضرور کچھ دینا پڑے گا تو اب یہ صرف سوال ہی نہ ہوا، بلکہ بحسب عرف زیارت شریفہ پر اجارہ ہو گیا اور وہ بچند وجہ حرام ہے۔ (ملخصاً بدر الانوار فی آداب الآثار)

امام احمد رضا علیہ الرحمہ پر الزامات کا جائزہ

﴿ حصہ اول ﴾

ترتیب از قلم: خلیل احمد رانا

امام احمد رضا محدث بریلی علیہ الرحمہ پر کئی ایک جھوٹے، بے بنیاد اور من گھڑت الزام و اتہام لگائے گئے ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ

والجدیر بالذکر ان المدرس الذی کان یدرسہ مرزا غلام قادر بیگ کان اخا للمرزا غلام احمد المتنبی القادیانی (احسان الٰہی ظہیر، البریلویہ (عربی) مطبوعہ لاہور، ص۲۰)

(ترجمہ) یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ ان کا استاد مرزا غلام قادر بیگ، مرزا غلام احمد قادیانی کا بھائی تھا۔
(احسان الٰہی ظہیر، البریلویہ (اُردو) مطبوعہ لاہور، ص۴۱)

عرب کے ایک نجدی قاضی عطیہ محمد سالم نے کتاب "البریلویہ" پر تقدیم لکھی اور قاضی ہونے کے باوجود بغیر تحقیق کے کہا، "بریلویہ کے بانی کا پہلا استاد، مرزا غلام قادر بیگ، مرزا غلام احمد قادیانی کا بھائی تھا، لہٰذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ قادیانیت اور بریلویت دونوں استعمار کی خدمت میں بھائی بھائی ہیں"۔

بغض اور حسد ایسی روحانی مہلک بیماریاں ہیں کہ جب انسانی دل و دِماغ پر اثر انداز ہوتی ہیں تو انسان میں حق و انصاف کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے۔ تحقیق اور حق کی راہیں مسدود ہو جاتی ہیں اور انسان شکوک و شبہات کی عمیق دلدل میں پھنس کر راہِ حق اور صراطِ مستقیم سے کوسوں دور ہو جاتا ہے۔

احسان الٰہی ظہیر غیر مقلد بھی ایسی خطرناک بیماریوں کا شکار ہوا اور ایک صالح عاشقِ رسول پر بے جا بہتان لگایا۔ دنیا میں تو تعصب کے اندھے حواری واہ واہ کر دیں گے، مگر میدانِ حشر میں احسان الٰہی ظہیر اور اس کے حواریوں کے پاس اس بہتان کا کیا جواب ہو گا؟

قارئین کرام! امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ کے ابتدائی کتب کے استاد مولانا مرزا غلام قادر بیگ بریلوی علیہ الرحمہ اور مرزا غلام قادر بیگ گورداسپوری دو الگ الگ شخصیتیں ہیں۔ فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے استاذ کو مرزا غلام احمد قادیانی کا بھائی کہنا تحقیق و مطالعہ سے یتیم، سراسر ظلمِ عظیم اور بغضِ رضا کا سبب ہے۔ یہ دھاندلی اسی وقت تک چلتی ہے جب تک حقیقت سامنے نہ ہو لیکن جب سحر طلوع ہوتی ہے تو اندھیرے بھاگنا شروع ہو جاتے ہیں۔ یہاں پر اعلیٰ حضرت کے استاذِ گرامی مولانا حکیم مرزا غلام قادر بیگ علیہ الرحمہ و الرضوان اور فرقہ قادیانیت کا بانی اور انگریزوں کا ایجنٹ مرزا غلام قادر بیگ دونوں کی سوانحی جھلکیاں پیش کی جا رہی ہیں۔ قارئین اندازہ لگا سکیں گے کہ دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

مولانا حکیم مرزا غلام قادر بیگ بریلوی بن حکیم مرزا حسن جان بیگ علیہ الرحمہ

حضرت مولانا حکیم مرزا غلام قادر بیگ بن حکیم مرزا حسن جان بیگ لکھنوی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ، یکم محرم الحرام ۱۲۴۳ھ / ۲۵/جولائی ۱۸۲۷ء کو محلّہ جھوائی ٹولہ لکھنؤ (یوپی، ہندوستان) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد نے لکھنؤ سے ترک سکونت کر کے بریلی میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ آپ کی رہائش بریلی شہر کے محلّہ قلعہ میں جامع مسجد کے مشرقی جانب تھی۔ آپ کا رہائشی مکان بریلی شریف میں اب بھی موجود ہے۔ آپ کے بھائی مولانا مرزا مطیع اللہ بیگ بریلوی علیہ الرحمہ کے صاحبزادے مولانا مرزا محمد جان بیگ رضوی علیہ الرحمہ نے خاندانی تقسیم کے بعد ۱۹۱۴ء میں پرانے شہر بریلی میں سکونت کر لی تھی مگر مولانا مرزا غلام قادر بیگ علیہ الرحمہ کی سکونت محلّہ قلعہ ہی میں رہی۔

آپ کا خاندان نسلاً ایرانی یا ترکستانی مغل نہیں ہے بلکہ مرزا اور بیگ کے خطابات اعزاز، شاہان مغلیہ کے عطا کردہ ہیں۔ اسی مناسبت سے آپ کے خاندان کے ناموں کے ساتھ مرزا اور بیگ کے خطابات لکھے جاتے رہے ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت خواجہ عبید اللہ احرار نقشبندی علیہ الرحمہ سے ملتا ہے۔ حضرت احرار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نسلاً فاروقی تھے۔ اسطرح آپ کا سلسلہ نسب حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جاملتا ہے۔

مغل بادشاہ ظہیر الدین بابر اور اس کے والد، حضرت خواجہ عبید اللہ احرار سے بیعت تھے۔ اس لئے بابر اور اس کے جانشین، حضرت خواجہ احرار کی اولاد سے فیض روحانی حاصل کرتے رہے۔ لیکن جلال الدین اکبر کے دور میں یہ سلسلہ منقطع ہو گیا اور اس خاندان کے بزرگ واپس وطن لوٹ گئے۔ مغل بادشاہ نور الدین جہانگیر نے اپنے دور میں اپنے خاندانی بزرگوں سے رجوع کیا لہٰذا اس خاندان کے بزرگ تاجکستان سے پھر ہندوستان آگئے۔

امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اجداد کرام بھی شاہان مغلیہ سے وابستہ رہے ہیں۔ اسی زمانے سے ان دونوں خاندانوں کے قریبی روابط رہے ہیں۔ مولانا حکیم مرزا غلام قادر بیگ علیہ الرحمہ کے حقیقی بھائی مولانا مرزا مطیع اللہ بیگ علیہ الرحمہ کے پوتے مرزا عبد الوحید بیگ بریلوی کی دو ہمشیر گان، امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کے خاندان میں بیاہی گئیں۔ ایک حضرت مفتی تقدس علی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تایازاد بھائی حافظ ریاست علی خاں مرحوم کو اور دوسری فرحت علی خاں کے فرزند شہزادے علی خاں مرحوم کو۔

مولانا مرزا غلام قادر بیگ علیہ الرحمہ کے بھائی مولانا مرزا مطیع اللہ بیگ جب جامع مسجد بریلی کے متولی مقرر ہوئے تو آپ نے مسجد سے ملحقہ امام باڑے سے علَم اور جھنڈے وغیرہ اتروادیئے۔ آپ کے اس فعل سے بعض جاہل شر پسند رافضی لوگ آپ کے خلاف ہوگئے تو اس وقت امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے دادا مولانا رضا علی خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتویٰ دیا تھا کہ متولی مسجد صحیح العقیدہ سنّی حنفی ہیں اور عمارت مسجد سے امام باڑہ کو ختم کرنا شرعاً جائز ہے۔ یہ فتویٰ کرم خوردہ آج بھی بریلی شریف میں مولانا مطیع اللہ بیگ علیہ الرحمہ کے پوتے مرزا عبدالوحید بیگ کے پاس موجود ہے۔

مولانا مرزا غلام قادر بیگ علیہ الرحمہ اور امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ کے والد ماجد مولانا نقی علی خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے درمیان محبت و مروت کے پر خلوص تعلقات تھے۔ اس لئے مولانا مرزا غلام قادر بیگ علیہ الرحمہ نے امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کی تعلیم اپنے ذِمہ لے لی تھی۔ آپ کے دیگر تلامذہ آپ کے مطب واقع محلّہ قلعہ متصل جامع مسجد بریلی ہی میں درس لیا کرتے تھے، مگر صغر سنی اور خاندانی وجاہت کی وجہ سے امام احمد رضا علیہ الرحمہ کو ان کے مکان پر ہی درس دیتے تھے۔ [۱]

امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے ابتدائی کتابیں، میزان، منشعب وغیرہ مولانا مرزا غلام قادر بیگ علیہ الرحمہ سے پڑھیں۔ [۲]

مولانا عبدالمجتبیٰ رضوی لکھتے ہیں، اُردو اور فارسی کی ابتدائی کتب آپ (مولانا احمد رضا علیہ الرحمہ) نے مولانا مرزا غلام قادر بیگ بریلوی علیہ الرحمہ سے پڑھیں۔ [۳]

پروفیسر محمد ایوب قادری (کراچی)، بریلی کے اسلامی مدارس کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں، مولانا محمد احسن نے بریلی کے اکابر و عمائد کے مشورے اور معاونت سے ایک مدرسہ باسم تاریخی "مصباح التہذیب" ۱۲۸۶ھ / ۱۸۷۲ء میں قائم کیا۔ اس مدرسہ کے پہلے مہتمم مرزا غلام قادر بیگ تھے۔ [۴]

مولوی محمد حنیف گنگوہی دیوبندی لکھتے ہیں، اس مدرسہ (مصباح التہذیب) کے پہلے مہتمم مرزا غلام قادر بیگ تھے اور مولوی سخاوت حسین، سیّد کلب علی، مولوی شجاعت، حافظ احمد حسین اور مولوی حافظ حبیب الحسن درس دیتے تھے۔ [۵]

---

[۱] ماہنامہ "سنّی دنیا" بریلی، مضمون "مولانا حکیم مرزا غلام قادر بیگ بریلوی" مضمون نگار، مرزا عبدالوحید بیگ، شمارہ جون ۱۹۸۸ء، ص ۳۷۔

[۲] مولانا ظفرالدین بہاری، حیاتِ اعلیٰ حضرت، مطبوعہ کراچی، ج ۱، ص ۳۲۔

[۳] مولانا عبدالمجتبیٰ رضوی، تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۹ء، ص ۳۹۴۔

[۴] پروفیسر محمد ایوب قادری، مولانا محمد احسن نانوتوی، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۶ء، ص ۸۲۔

[۵] مولوی محمد حنیف گنگوہی، ظفر المحصلین باحوال المصنفین، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۶ء، ص ۲۹۵۔

ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں، میں نے جناب مرزا صاحب مرحوم و مغفور (مولانا مرزا غلام قادر بیگ) کو دیکھا تھا۔ گورا چٹا رنگ، عمر تقریباً اسی ۸۰ سال، داڑھی سر کے بال ایک ایک کرکے سفید، عمامہ باندھے رہتے۔ جب کبھی اعلیٰ حضرت کے پاس تشریف لاتے، اعلیٰ حضرت بہت ہی عزت و تکریم کے ساتھ پیش آتے، ایک زمانہ میں جناب مرزا صاحب کا قیام کلکتہ امر تلالین میں تھا، وہاں سے اکثر سوالات کے جواب طلب فرمایا کرتے تھے۔ فتاویٰ رضویہ میں اکثر استفتاء ان کے ہیں۔ انھیں کے ایک سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت نے رسالہ مبارکہ "تجلی الیقین بان نبینا سیّد المرسلین" (۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۷ء) تحریر فرمایا ہے۔ [۱]

اس رسالہ کا ایک ایڈیشن مطبوعہ مطبع اہل سنت و جماعت بریلی، بار دوم ۱۳۳۰ھ راقم الحروف (خلیل احمد) کی نظر سے بھی گزرا ہے۔ اور ایک ایڈیشن ۱۴۱۵ھ / ۱۹۹۴ء میں مرکزی مجلس رضا لاہور نے بھی شائع کیا۔

فتاویٰ رضویہ جلد سوئم، مطبوعہ مبارک پور (ہندوستان) کے صفحہ ۸ پر ایک استفتاء ہے جو مولانا مرزا غلام قادر بیگ علیہ الرحمہ نے ۲۱/ جمادی الآخر ۱۳۱۴ھ کو ارسال کیا تھا۔

فتاویٰ رضویہ، جلد گیارہ، مطبوعہ بریلی (ہندوستان) بار اوّل کے صفحہ ۴۵ پر ایک استفتاء ہے جو مولانا مرزا غلام قادر بیگ علیہ الرحمہ نے کلکتہ دھرم تلا نمبر ا سے ۵/ جمادی الآخر ۱۳۱۲ھ کو ارسال کیا تھا۔

مولانا مرزا غلام قادر بیگ علیہ الرحمہ کے دو فرزند اور دو دختران تھیں، دونوں دختران فوت ہو گئیں۔ بڑی دختر کے ایک پسر اور چھوٹی دختر کی اولاد بریلی شریف میں سکونت پذیر ہے۔ فرزند اکبر مولانا حکیم مرزا عبد العزیز بیگ علیہ الرحمہ اور دوسرے فرزند حکیم مرزا عبد الحمید بیگ علیہ الرحمہ تھے۔

مولانا ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں، خدا کے فضل سے (مولانا غلام قادر بیگ) صاحب اولاد ہیں۔ ایک صاحبزادہ جن کا نام نامی عبد العزیز بیگ ہے، دینیات سے واقف اور طبیب ہیں۔ بریلی کی جامع مسجد کے قریب مکان ہے، پنج وقتہ نماز اسی مسجد میں ادا کیا کرتے ہیں۔ [۲]

---

[۱] مولانا ظفر الدین بہار، حیاتِ اعلیٰ حضرت، مطبوعہ کراچی، ج ۱، ص ۳۲۔

[۲] مولانا ظفر الدین بہاری، حیاتِ اعلیٰ حضرت، مطبوعہ کراچی، ج ۱، ص ۳۲۔

مولانا حکیم مرزا عبد العزیز بیگ پہلے رنگون (برما) میں رہے، پھر کلکتہ میں طبابت کی، ایامِ جوانی میں کلکتہ ہی میں سکونت رکھی، چنانچہ مولانا مرزا غلام قادر بیگ علیہ الرحمہ کبھی کبھی اپنے فرزند اکبر کے پاس کلکتہ تشریف لے جاتے تھے، پھر حکیم مرزا عبد العزیز بیگ آخری ایام میں کلکتہ سے ترک سکونت کرکے بریلی شریف آگئے تھے اور وفات تک اپنے آبائی مکان میں سکونت پذیر رہے۔ آپ بڑے ہی علم و فضل والے، عابد، تہجد گزار، متقی اور صاحبِ کرامت بزرگ تھے۔ [1]

مولانا حکیم مرزا عبد العزیز بیگ علیہ الرحمہ کا وصال ۱۴/۱۵ شعبان ۱۳۷۴ھ کی درمیانی شب کو بریلی شریف میں ہوا۔ [2] اور آپ لاولد فوت ہوئے۔ [3]

دوسرے صاحبزادے مرزا عبد الحمید بیگ پہلے ریاست بھوپال میں رہے، پھر پیلی بھیت کے اسلامیہ انٹر کالج میں ملازم رہے، وہیں آپ کا وصال ہوا، مجرد تھے۔

مرزا محمد جان بیگ رضوی کی بیاض کے مطابق مولانا حکیم مرزا غلام قادر بیگ بریلوی کا وصال یکم محرم الحرام ۱۳۳۶ھ / ۱۸/اکتوبر ۱۹۱۷ء کو نوے ۹۰ سال کی عمر میں ہوا اور محلہ باقر گنج واقع حسین باغ بریلی میں دفن ہوئے۔ آپ کے بھائی مرزا مطیع اللہ بیگ علیہ الرحمہ بھی وہیں دفن ہیں۔ [4]

حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب علیہ الرحمہ نے "حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی" مطبوعہ سیالکوٹ اور "حیات امام اہل سنت" مطبوعہ لاہور میں مولانا مرزا غلام قادر بیگ بریلوی علیہ الرحمہ کا جو سن وفات ۱۸۸۳ء تحریر کیا ہے، وہ دُرست نہیں ہے۔

---

[1] ماہنامہ "سنّی دنیا" بریلی، شمارہ جون ۱۹۸۸ء، ص ۴۰۔

[2] مولوی عبد العزیز خان عاصی (متوفی ۱۴/اپریل ۱۹۶۴ء) تاریخ روہیل کھنڈ و تاریخ بریلی، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۳ء، ص ۳۰۰-۲۹۹۔

[3] ماہنامہ "سنّی دنیا" بریلی، شمارہ جون ۱۹۸۸ء، ص ۴۰۔

[4] ماہنامہ "سنّی دنیا" بریلی، شمارہ جون ۱۹۸۸ء، ص ۴۰۔

مرزا غلام قادر بیگ بن مرزا غلام مرتضیٰ

مرزا بشیر احمد بن غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:۔

مرزا غلام مرتضیٰ بیگ جو ایک مشہور اور ماہر طبیب تھا۔ ۱۸۷۶ء میں فوت ہوا اور اس کا بیٹا غلام قادر اور اس کا جانشین ہوا۔ مرزا غلام قادر لوکل افسران کی امداد کے واسطے ہمیشہ تیار رہتا تھا اور اس کے پاس ان افسران جن کا انتقامی اُمور سے تعلق تھا، بہت سے سرٹیفکیٹ تھے۔ یہ کچھ عرصہ تک دفتر ضلع گورداسپور میں سپرنٹنڈنٹ رہا، اس کا اکلوتا بیٹا صغر سنی میں فوت ہو گیا اور اس نے اپنے بھتیجے سلطان احمد کو متبنیٰ بنا لیا تھا، جو غلام قادر کی وفات یعنی ۱۸۸۳ء / ۱۳۰۱ھ تقریباً سے خاندان کا بزرگ خیال کیا جاتا ہے۔ اس جگہ یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ مرزا غلام احمد جو مرزا غلام مرتضیٰ کا چھوٹا بیٹا تھا، مسلمانوں کے ایک بڑے مشہور مذہبی سلسلہ کا بانی ہوا، جو احمد یہ سلسلہ کے نام سے مشہور ہوا۔[1]

مولوی ابو القاسم رفیق دلاوری دیوبندی لکھتے ہیں:۔

ان دِنوں مرزا غلام احمد قادیانی کے بڑے بھائی غلام قادر دینا نگر (ضلع گورداسپور) کی تھانے داری سے معزول ہو کر عملہ کے پیچھے جوتیاں چٹخاتے پھرتے تھے۔[2]

مولوی رفیق دلاوری دوسری جگہ لکھتے ہیں:۔

مرزا غلام مرتضیٰ نے ۱۸۷۶ء میں اسی ۸۰ سال کی عمر میں دنیائے رفتنی وگزشتنی کو الوداع کہا۔ ان کی سب سے بڑی اولاد مراد بی بی تھیں، جن کی شادی مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے بھائی محمد بیگ یعنی بیگم طال عمرہا کے حقیقی چچا سے ہوئی تھی۔ ان سے چھوٹے غلام قادر تھے، جنھوں نے اپنی حیات مستعار کے پچپن مرحلے طے کر کے ۱۸۸۳ء میں سفر آخرت کیا۔ ان سے شاہد جنت نامی ایک لڑکی تھی۔ اور سب سے چھوٹے مرزا غلام احمد صاحب تھے۔ (سیرت المہدی)[3]

---

[1] سیرت المہدی، مطبوعہ قادیان ضلع گورداس پور (مشرقی پنجاب، انڈیا) ۱۹۳۵ء، ص ۱۳۵۔

نوٹ:۔ ۷/ ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کے وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں احمد یہ سلسلہ کو غیر مسلم قرار دیا گیا۔

[2] مولوی ابو القاسم محمد رفیق دلاوری، رئیس قادیان، مطبوعہ مجلس ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ ملتان ۱۳۹۷ھ / ۱۹۷۷ء، جلد اوّل، ص ۱۱۔

[3] مولوی ابو القاسم محمد رفیق دلاوری، رئیس قادیان، مطبوعہ ملتان ۱۹۷۷ء، ج ۱، ص ۱۱۔

مرزاغلام قادربیگ کے نام انگریزی حکومت کا ایک مکتوب:۔

دوستان مرزاغلام قادر رئیس قادیان حفظہ، آپ کا خط ۲ ماہ حال کالکھاہوا ملاحظہ این جانب میں گزرا'

"مرزاغلام قادر آپ کے والد کی وفات کا ہم کو بہت افسوس ہوا، مرزاغلام مرتضیٰ سرکار انگریز کا اچھا خیر خواہ تھا اور وفادار رئیس تھا۔ ہم خاندانی لحاظ سے آپ کی اسی طرح عزت کریں گے جس طرح تمہارے باپ کی کی جاتی تھی۔ ہم کسی اچھے موقع کے نکلنے پر تمہارے خاندان کی بہتری اور پابحالی کاخیال رکھیں گے۔"

المرقوم ۲۹/جون ۱۸۷۶ء

الراقم سررابرٹ ایجرٹن صاحب

فنانشل کمشنر پنجاب [۱]

سند خیر خواهی مرزا غلام مرتضیٰ ساکن قادیان

میں (مرزاغلام احمد قادیانی) ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد مرزاغلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا، جن کو دربارِ گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن کی تاریخ "رئیسان پنجاب" میں ہے اور ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کی مدد کی تھی۔ یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔ ان خدمات کی وجہ سے جو چٹھیات خوشنودی حکام ان کو ملی تھی، مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے گم ہو گئیں مگر تین چٹھیاں جو مدت سے چھپ چکی ہیں، ان کی نقلیں حاشیہ میں درج کی گئی ہیں۔ پھر میرے والد صاحب کی وفات پر میرا بڑا بھائی مرزاغلام قادر، خدماتِ سرکاری میں مصروف رہا۔ الخ

پروفیسر محمد ایوب قادری لکھتے ہیں:۔

یہ تحریر مرزا غلام احمد قادیانی کی ہے جس میں دکھایا گیا ہے کہ یہ خاندان سرکار برطانیہ کا ہمیشہ وفادار رہا ہے اور ۱۸۵۷ء میں مرزاغلام احمد قادیانی کے والد غلام مرتضیٰ اور بڑے بھائی مرزاغلام قادر نے سرکار برطانیہ کی نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ تفصیل کیلئے دیکھئے اشتہار "واجب الاظہار" از مرزاغلام احمد قادیانی (قادیان ۱۸۹۷ء) نیز "کشف العطاء" از مرزاغلام احمد قادیانی (قادیان ۱۹۰۶ء)۔ [۲]

---

[۱] مرزابشیر احمد بن غلام احمد قادیانی، سیرت المہدی، طبع قادیان ۱۹۳۵ء، حصہ اوّل، ص ۱۳۴۔

ایضاً: پروفیسر محمد ایوب قادری، جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۶ء، ص ۵۱۲۔

[۲] پروفیسر محمد ایوب قادری، جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۶ء، ص ۵۰۹-۵۰۸۔

امام احمد رضا علیہ الرحمہ پر الزامات کا جائزہ

﴿ حصہ دوم ﴾

اعتراض 1﴾ چند دن ہوئے ایک دوست نے بتایا کہ ایک وہابی ویب سائٹ پر اعلیٰ حضرت بریلوی پر ایک مضمون اور اس پر مختلف لوگوں کے اعتراضات و تاثرات آئے ہیں۔ میں نے بھی یہ سائٹ وزٹ کی، ایک باذوق نامی غیر مقلد لکھتا ہے:۔

"مسلکِ بریلویت کے ایک قلم کار اور خلیفہ ظفر الدین بہاری نے اپنے اعلیٰ حضرت کا ایک خط اپنی کتاب میں نقل کیا ہے، جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ بریلویت کے بانی جناب احمد رضا خان کا مبلغ علم کتنا تھا؟

جناب احمد رضا خان اپنے ایک معاصر کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں:۔

"تفسیر روح المعانی کون سی کتاب ہے اور یہ آلوسی بغدادی کون ہیں؟

اگر ان کے حالاتِ زندگی آپ کے پاس ہوں تو مجھے ارسال کریں۔" (بحوالہ حیاتِ اعلیٰ حضرت،۲۶۶)

جو محترم اعلیٰ حضرت ایک معروف مفسر قرآن محمود آلوسی کے نام تک سے نا واقفیت کا اعلان کرتے ہوں، علم رجال پر آپ جناب کی کیسی دسترس ہو گی، کیا یہ بتانے کی کوئی ضرورت بھی ہے؟"

جواب﴾ عرض ہے کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس غیر مقلد وہابی نے "حیاتِ اعلیٰ حضرت" کتاب دیکھی ہی نہیں ورنہ یہ نہ لکھتا کہ "اپنے ایک معاصر کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں" اور اس کتاب کا صفحہ بھی غلط نہ لکھتا۔

اس مکتوب میں مخاطب مولانا ظفر الدین بہاری ہی ہیں اور اس کا درست صفحہ نمبر ۲۶۲ ہے۔

"حیاتِ اعلیٰ حضرت، حصہ اوّل از مولانا ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ، مطبوعہ مکتبہ رضویہ، آرام باغ کراچی، ص ۲۶۲ پر امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ کا ایک مکتوب محررہ ۱۷/ذی الحجہ یوم الخمیس ۱۳۳۳ھ بنام مولانا ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ شائع ہے، جس کے شروع میں درج ذیل عبارت ہے:۔

"السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، عبارات تفاسیر آئیں، مابقی بھی درکار ہیں، (تفسیر) جمل و جلالین یہاں ہیں، یہ روح المعانی کیا ہے؟ یہ آلوسی بغدادی کون ہے، بظاہر کوئی نیا شخص ہے اور آزادی زمانہ کی ہوا کھائے ہوئے ہے۔ مصنف کا ترجمہ (یعنی حالات) یا کتاب کا سال تالیف لکھا ہو تو اطلاع دیجئے۔"

مولوی قاضی زاہد الحسینی، خلیفہ مجاز مولوی حسین احمد کانگریسی لکھتے ہیں:۔

"علامہ ابو الثناء شہاب الدین السید محمود آفندی بغدادی بغداد کے قریب کرخ نامی قصبہ میں ۱۲۱۷ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے آباؤ اجداد کا اصلی وطن آلوس تھا۔ اس لئے آلوسی کہلائے۔ آپ کی تصانیف میں قرآن مجید کی تفسیر "روح المعانی" متداوّل اور مطبوعہ ہے جو کہ ۴۳ سال کی عمر میں ۱۲۶۷ھ میں اسے مکمل کیا۔ اس دور ترکی کے وزیر اعظم علی رضا پاشا نے اس کا نام روح المعانی رکھا۔ بروز جمعہ ۲۵/ذی قعدہ ۱۲۷۰ھ میں فوت ہوئے اور شیخ معروف کرخی علیہ الرحمہ کے قبرستان میں دفن ہوئے۔"

(نوٹ:۔ عمر رضا کحالہ نے معجم المولفین، مطبوعہ بیروت، لبنان، جلد ۱۲، ص ۱۷۵ پر پیدائش و وفات کے یہی سنین لکھے ہیں)

علامہ آلوسی بغدادی ۱۲۷۰ھ میں فوت ہوئے۔ ۱۳۰۱ھ میں علامہ محمود آلوسی علیہ الرحمہ کے بیٹے نعمان آلوسی نے تفسیر روح المعانی کو شائع کیا (مشہور غیر مقلد مولوی حافظ صلاح الدین یوسف نے اپنی کتاب "قبر پرستی" مطبوعہ مکتبہ ضیاء الحدیث لاہور، طبع سوم ۱۹۹۲ء کے صفحہ ۱۶ پر طبع قدیم کا یہی سن طباعت لکھا ہے اور اپنی تائید میں اس کا حوالہ بھی دیا ہے) امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ نے مولانا ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ کو مذکورہ خط ۱۳۳۳ء میں لکھا۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ تفسیر نئی نئی چھپی تھی اور اس زمانے میں ہندوستان میں مصر سے کتابیں فوراً نہیں پہنچتی تھیں تو ایک جدید تفسیر کے متعلق مولانا احمد رضا نے دریافت کرلیا تو اس سے علم الرجال میں کیا لاعلمی ثابت ہوگئی؟

کیا معترض اور اس کے جید علماء کو آج سے تیس سال پہلے کی تمام اہم کتابوں کے متعلق مکمل علم ہے؟ کہ کون کون سی کتابیں چھپی تھی اور کہاں چھپی تھی؟ کس موضوع پر ہے، اس کا مصنف کون ہے؟ اور اس کے حالاتِ زندگی کیا ہیں؟ نہیں ہوگا اور یقیناً نہیں ہوگا۔ غیر مقلدین وہابی خدا کا خوف کریں، مخالفت کرنے کیلئے کوئی معقول اعتراض لائیں، کیا یہ بھی کوئی طعن کی بات ہے؟

اعتراض 2: مولانا احمد رضا خان بریلوی کے نزدیک "مرتدین مرد یا عورت کا تمام جہان میں جس سے نکاح ہوگا مسلم ہو یا کافر اصلی یا مرتد انسان ہو یا حیوان محض باطل اور زناء خالص ہوگا"۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت بریلوی، حصہ دوم۔ احکام شریعت، حصہ اوّل)

کیا بریلوی حضرات کے نزدیک انسان کا نکاح غیر انسان سے ممکن ہے؟

اس سلسلے میں پہلا جواب تو یہ ہے کہ یہاں لف و نشر مرتب ہے۔ مسلم کو انسان اور غیر مسلم کو حیوان سے تشبیہ دی گئی ہے اور غیر مسلم کو قرآن میں ﴿ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ﴾ (حیوانوں کی طرح بلکہ ان سے بھی گئے گزرے) قرار دیا گیا ہے۔ جس طرح قرآن کے اس مقام سے غیر مسلم کو تکلیف ہوتی ہے، اسی طرح مولانا احمد رضا خاں کے اس مقام سے کافر اصلی و مرتد کو تکلیف ہوتی ہے۔

دوسرا جواب بر سبیل تنزل یہ ہے کہ یہاں مبالغہ بالحال ہے اور مختلف کاموں کی ترغیب یا ترہیب کیلئے مبالغہ بالحال کا استعمال جائز ہے۔ مثال کے طور پر ایک حدیثِ پاک میں ہے کہ جس نے اللہ کی رضا کیلئے مسجد بنائی، اگرچہ وہ تیتر کے گھونسلے جتنی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کا گھر جنت میں بنائے گا۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب المساجد والجماعات، ج۱، ص ۲۴۴، حدیث ۷۳۸۔ مسند امام احمد بن حنبل، ج۱، ص ۲۴۱۔ صحیح ابن حبان، ج۴، ص ۴۹۰۔ صحیح ابن خزیمہ، ج۲، ص ۲۶۹، حدیث ۱۲۹۲۔ المسند الطیالسی، ج۱، ص ۶۲، حدیث ۴۶۱۔ البیہقی شعب الایمان، ج۳، ص ۸۱، حدیث ۲۹۴۲۔ التاریخ الکبیر البخاری، ج۱، ص ۳۳۱، حدیث ۱۰۴۶۔ جمع الفوائد، حدیث ۱۱۸۱-۱۱۸۲۔ کنز العمال، حدیث ۲۰۷۲۷، ۲۰۷۲۸، ۲۰۷۵۳)

مخالفین امام احمد رضا میں سے کون سا معترض ایسا ہے جو گھونسلے جتنی مسجد میں دو رکعت نماز شکرانہ ادا کر سکے؟ مبالغہ بالحال سے جس طرح ترغیب جائز ہے تو ترہیب بھی جائز ہے۔

کلکِ رضا ہے خنجر خونخوار برق بار
اعداء سے کہہ دو خیر منائیں، نہ شر کریں

اعتراض 3 معترض کا یہ کہنا کہ مولانا احمد رضا خاں نے آیتِ کریمہ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کا ترجمہ کرتے ہوئے "ظاہری صورت بشری" کے الفاظ استعمال کر کے تحریف کی ہے۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کا ترجمہ قرآن محض لفظی ترجمہ نہیں ہے (اور محض لفظی ترجمہ قرآن مجید میں ہر جگہ کرنا شرعاً ممکن بھی نہیں) مولانا احمد رضا خاں کا ترجمہ تفسیری ترجمہ ہے جو دیگر آیات و احادیث کی روشنی میں کیا گیا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں آیا ہے:۔

قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا

کہ اگر زمین میں فرشتے ہوتے جو اطمینان سے چلتے پھرتے تو پھر ہم ان پر آسمان سے فرشتے رسول بھیجتے۔ (سورۂ بنی اسرائیل:۹۵)

اس آیت سے دو باتیں معلوم ہوئیں، پہلی بات یہ معلوم ہوئی کہ زمین پر چونکہ بشر رہتے ہیں لہٰذا ان کی طرف بشر رسول بھیجے گئے ہیں اور دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ ملک رسول جن پر نازل ہوتے ہیں (یعنی انبیاء کرام) تو ان کا باطن ملکی (یعنی فرشتوں والا نوری) ہوتا ہے اور اس کے نتیجے کی تائید میں وہ رِوایات ہیں جن میں آیا ہے کہ انبیاء کے جسموں کی نشو ونما اہل جنت کی روحوں (ملائکہ) کی طرز پر ہوتی ہے۔ (کنز العمال، حدیث ۳۲۵۵۱، ۳۲۵۵۲، ۳۵۵۶۰)

اور بخاری و مسلم میں حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

انی لست کھیئتکم یعنی میں حقیقت کے لحاظ سے تم جیسا نہیں ہوں۔

(بخاری، حدیث ۱۹۶۳۔ مسلم کتاب الصیام، حدیث ۵۵)

اگر انبیاء کرام کی حقیقت و ہیئت اور باطن ملکی (نوری) نہ تھا تو ان پر ملک رسول کا نزول کیونکر دُرست ہوا؟ اس صورت میں تو نزول ملائکہ، نزول وحی و کتاب ہی مذکورہ آیت کی رو سے سرے سے دُرست نہیں رہتا۔ ان شرعی دلائل کی روشنی میں امام احمد رضا خاں نے ترجمہ کیا تھا کہ میں ظاہری صورت بشری میں تم جیسا ہوں۔ اگرچہ اس میں بھی تواضع و انکساری موجود ہے۔ اس لئے "تم جیسا" فرمایا گیا۔ تمہارے برابر نہیں فرمایا گیا۔ مولانا احمد رضا خان کے ترجمے میں اس مقام پر اعتراض کرنا دیگر نصوص سے آنکھیں بند کرنے کا نتیجہ ہے، جو کھلی آنکھ والوں کو زیب نہیں دیتا۔

اعتراض ۹۶ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی (سورۃ النجم:۱) کے ترجمے کے سلسلے میں بھی مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ پر اعتراض کیا ہے اور یہ پوچھا گیا ہے کہ کسی غیر بریلوی نے یہ معنی مراد لیا ہے؟

اس سلسلے میں عرض ہے کہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی منقول ہے کہ یہاں نجم سے مراد نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ چنانچہ قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب "الشفاء" میں، ملا علی قاری اور علامہ شہاب الدین خفاجی اپنی اپنی شرح شفاء میں، امام رازی تفسیر کبیر میں، تفسیر خازن ومعالم التنزیل میں، تفسیر سراج المنیر میں، تفسیر بحر المحیط میں، تفسیر الجامع الاحکام البیان لقرطبی میں، تفسیر روح المعانی میں یہ معنی دیگر معانی کے ساتھ ساتھ موجود ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ قرآن ذو وجوہ ہے اور اسے احسن الوجوہ پر محمول کرنا چاہئے۔ یعنی یہ کثیر المعانی ہے اور حسین ترین معنی لینا چاہئے۔ مولانا احمد رضا خاں کو اس مقام پر امام جعفر صادق والا معنی زیادہ اچھا لگا، انہوں نے وہ معنی پیش کر دیا۔ اسی لئے مولانا احمد رضا خاں نے پوری تشریح کے ساتھ اس تشبیہ کو بیان کرتے ہوئے لکھا "اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اُترے" رہ گئی "صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" کے الفاظ ترجمے میں داخل نہ کرنے کی بات کہ مولانا احمد رضا نے اس آیت کے ترجمے میں لفظ "محمد" کے ساتھ "صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" نہیں لکھا تو کیا ہمارے مخالفین کے یہاں ترجموں میں جہاں جہاں بھی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام مبارک یا ذکر مبارک یا ضمیر آئی ہے۔ وہاں ان کے مترجمین نے ہر جگہ "صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" استعمال کیا ہے؟ پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو، ابھی ہم نے یہ بھی نہیں پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے "صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" کے الفاظ کے ساتھ دُرود سکھایا ہے یا نہیں؟ البتہ لگے ہاتھوں یہ بتاتے چلیں کہ مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد کے ترجمہ قرآن کے غیر بریلوی حاشیے میں بھی یہ لکھا ہے کہ نجم سے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی مراد لئے گئے ہیں۔ (حاشیہ ترجمہ ثنائی، ص ۶۳۰) اور مولوی محمد بن بارک اللہ لکھوی غیر مقلد بھی اپنی پنجابی منظوم تفسیر محمدی میں یہ معنی تسلیم کر چکے ہیں۔

جعفر صادق کہے مراد محمد نجموں آیا
جاں شب معراج آسانوں لتھا طرف زمین سدھایا

(تفسیر محمدی، جلد ۷، ص ۳۸)

اعتراض 5: شجرہ رضویہ میں ہر بزرگ کے نام کے ساتھ جو دُرود شریف کے الفاظ ملتے ہیں، تو ان لفظوں میں پہلے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر، پھر باقی بزرگان سلسلہ اور پھر ان نام والے بزرگ پر درود پڑھا جاتا ہے۔ یہ اس طرح تبعاً درود شریف پڑھنا ہے، جو جائز ہے۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے درود صدقہ کے الفاظ یوں سکھائے ہیں:۔

اللهم صل علىٰ محمد عبدك و رسولك وصل على المومنين والمومنات والمسلمين والمسلمات

(صحیح ابن حبان، ج۳، ص۱۸۵۔ الادب المفرد، حدیث ۶۴۰۔ مسند ابو یعلی، ج۲، حدیث ۱۲۹۷۔
مجمع الزوائد، ج۱۰، ص۱۶۷۔ احسن الکلام، ص۶۶، مطبوعہ سیالکوٹ، از مولوی عبد الغفور اثری غیر مقلد)

جب مسلمین و مسلمات اور مومنین و مومنات پر تبعاً دُرود بھیجنا جائز ہے، تو سلسلہ قادریہ کے اولیاء کرام نے کیا قصور کیا ہے؟ جبکہ اس شجرے میں بھی پہلی سطر میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ہی درود بھیجا گیا ہے۔ اگر یہاں اعتراض جائز ہے تو پھر کیا درودِ صدقہ پر بھی معاذ اللہ جائز ہوگا؟

اعتراض 6: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں کے نام کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے پر بھی اعتراض کیا گیا ہے، حالانکہ قرآنِ پاک میں رضی اللہ عنہم کے الفاظ صرف مہاجرین و انصار کے ساتھ خاص نہیں ہیں بلکہ مہاجرین و انصار کی اتباع کرنے والے تمام افراد کیلئے یہ الفاظ ہیں۔ اسی لئے مولوی ثناء اللہ امر تسری غیر مقلد نے ترجمہ کیا "مہاجرین و انصار جو ان کی نیک روش کے تابع ہوئے (آج سے قیامت تک) خدا ان سب سے راضی ہے اور وہ خدا سے راضی"۔ (ترجمہ ثنائی، ص۲۴۳، سورۂ توبہ، آیت نمبر ۱۰۰، مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان)

لیجئے اب تو قیامت تک کے تمام نیک روش والے لوگ رضی اللہ عنہم قرار پائے ہیں۔

سورۃ البینہ میں ایمان، اعمالِ صالحہ اور خشیتِ الٰہی کے جامع افراد کو رضی اللہ عنہم کے الفاظ سے یاد کیا گیا اور سورۂ توبہ میں اتباعِ صحابہ اور حالت احسان کو اپنانے والوں کو رضی اللہ عنہم کی خبر سے نوازا گیا (سورۂ فاطر، آیت ۲۸ میں خشیتِ الٰہی والوں کو علماءِ حق مانا گیا) ان آیات کی روشنی میں ایمان، اعمالِ صالحہ، اتباعِ صحابہ، خشیتِ الٰہی اور حالتِ احسان کے ساتھ عبادت کرنے والوں کو رضی اللہ عنہم کے الفاظ کا حقدار ماننا پڑتا ہے۔ اگر مخالفین میں ان صفات کے جامع افراد موجود نہ ہوں تو اس میں ہمارا کیا قصور ہے؟ حیرانی کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو رضی اللہ عنہم کے الفاظ بطورِ خبر بیان فرمائے، کیا ان الفاظ کو ہم بطورِ دعا کسی کیلئے بھی نہیں بول سکتے؟ اور دریافت طلب یہ امر ہے کہ ہمارے مخالف جب کسی صحابی کا نام لے کر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں تو وہ رضی اللہ عنہ کے الفاظ بطورِ خبر بولتے ہیں یا بطورِ دعا؟ اگر بطورِ دعا بولتے ہیں تو کس آیت یا حدیث میں آیا ہے کہ جب صحابی کا نام لو تو رضی اللہ عنہ کے لفظوں سے اسے دعا دیا کرو اور بعد والوں کیلئے کسی کو بھی یوں نہ کہو کہ "اللہ تجھ سے راضی ہو"۔

اعتـــراض 7 نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مخالفین کی توہین کرنے کیلئے صریح یا پہلودار کلمات کا استعمال ہرگز گناہ نہیں۔ قرآن وحدیث میں ان کیلئے ملعون، خبیث، کتا، گدھا، جانور، جانوروں سے بدتر، شتر البریہ وغیرہ کے کلمات ملتے ہیں۔ گستاخِ رسول کیلئے سورۂ قلم میں زنیم (بداصل، حرام زادہ) امصص بظر اللات، یعنی لات کی بظر کو چوس (Suck The Clitoris of Laat)

(بخاری، کتاب الشروط، باب الجہاد والمصالحہ، حدیث نمبر ۲۷۳۱-۲۷۳۲) (لغات الحدیث، جلد ۱، ص ۷۵، از نواب وحید الزماں)

(ظلم و ظالم کے خلاف) مظلوم کی زبان سے نکلے ہوئے سخت الفاظ (جهر بالسوء من القول) بھی اللہ کو محبوب ہیں۔ (سورۂ نساء: ۱۴۸)

اعلیٰ حضرت نے اپنی تصنیف "وقعات السنان" میں توہین کا پہلو رکھنے والی عبارات اس لئے لائی گئیں کیونکہ مخالف اپنی گستاخانہ عبارات کے بزعم خویش غیر توہینی پہلو پیش کرتے تھے تو جواب میں ایسی زبان ان کے اکابر کے بارے میں بولی گئی، جس میں ایک پہلو گستاخی کا بھی تھا۔ پہلو دار گستاخانہ زبان سے انہیں یہ جتلانا مقصود تھا کہ درست معنی ملنے کے باوجود بھی گستاخانہ پہلو غالب رہتا ہے اور آج تک وقعات السنان کی زبان کے اس پہلو کو دِکھا کر وہ چیخ رہے ہیں اور یہی وقعات السنان کا مقصود تھا کہ واضح ہو جائے کہ پہلو دار زبان اور احتمال دار عبارت کے عرف میں گستاخانہ مفہوم کو غالب مانا جائے گا اور دوسرے پہلو مسترد کر دیے جائیں گے۔

اعتـــراض 8 مولانا احمد رضا خان کی کتاب "سبحان السبوح" کی عبارات پر بھی اعتراض کیا جاتا ہے تو عرض ہے کہ سبحان السبوح اور فتاویٰ رضویہ میں وہابیہ کے اس معروف قاعدے کی حقیقت کھولی گئی ہے کہ جب تم کہتے ہو کہ "اگر خدا جھوٹ نہ بول سکے تو بندے کی قدرت خدا سے بڑھ جائے گی اور جیسی برائی بندہ کر سکتا ہے ویسی خدا بھی کر سکتا ہے"۔ (مفہوم رسالہ "یک روزی" وغیرہ)

وہابیہ کے اس عقیدہ کی رو سے دنیا جہان میں جو بھی بندہ جس قسم کی برائی کر رہا ہے، وہ خدا بھی کر سکتا ہے۔ ان برائیوں کو خدا کیلئے ممکن و مقدور ماننا خدا کی گستاخی ہے۔ اس موقف کی قباحتوں کو مولانا احمد رضا خان اس قدر کھول کر بیان فرماتے ہیں کہ تمام مخالفین کو بھی اعتراف کرنا پڑا کہ یہ نظریات تو اللہ تعالیٰ کی توہین ہیں، اور یہی کچھ مولانا احمد رضا خان آپ سے منوانا چاہتے تھے، جو آج آپ بھی مان رہے ہیں۔

اعتراض 9: "علمائے اہل سنت سے روح اعلیٰ حضرت کی فریاد" نامی کتابچہ دیوبندیوں نے تقیہ کے طور پر لکھا ہے۔
یہ ایسے ہی ہے جیسے کئی شیعہ ماضی میں بظاہر سنّی بن کر کتابیں لکھتے رہے (تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو کتاب "میزان الکتب" از مولانا محمد علی، جامعہ رسولیہ شیرازیہ، بلال گنج لاہور) اسی طرح وہابیوں نے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے نام سے "البلاغ المبین" اور "تحفۃ الموحدین" جیسی کتابیں لکھیں۔ یہ بدمذہبوں کا ایک پرانا حربہ ہے اور یہ منافقانہ حرکتیں منافقانہ مذاہب کو ہی زیب دیتی ہیں۔ ایسی کتابوں پر ان کو فخر کرنا بھی سجتا ہے اور اس کتابچے میں تقریباً وہی مواد ہے جو کتاب "رضاخانی مذہب" میں مولانا احمد سعید قادری نے لکھا۔ اور یہ سب کچھ اور بہت کچھ لکھنے کے بعد کتاب رضاخانی مذہب کا مصنف اپنی باطل حرکتوں سے توبہ تائب ہوا اور حق قبول کرکے مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی کے مسلک پر آگیا ہے، یہ چھوٹے موٹے پمفلٹ اسی کتاب کے بغل بچے ہیں، ان کی کوئی حیثیت نہیں۔

امام احمد رضا علیہ الرحمہ پر الزامات کا جائزہ

﴿حصہ سوم﴾

(یہ مضمون انٹرنیٹ پر "نور مدینہ ڈاٹ نیٹ" سائٹ کے فارم میں ایک دیوبندی کے کئے گئے اعتراضات کا جواب ہے)

اعتراض﴾ مولوی احمد رضا خاں صاحب شیعہ خاندان سے تھے، جیسا کہ ان کے نسب نامے سے ظاہر ہے:۔

"احمد رضا ولد نقی علی ولد رضا علی ولد کاظم علی"

نسب نامے سے کیا شیعت ظاہر ہو رہی ہے، کچھ پتا نہیں، بس جی نام شیعوں والے ہیں، کیا امام موسیٰ کاظم، امام علی رضا، امام نقی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ شیعہ تھے؟ (لاحول ولا قوۃ الا باللہ)

یہ ہے تحقیق دیوبند، ان جہلائے دیوبند کو اتنی شرم بھی نہیں آتی کہ اہل علم ہمارے اس استدلال کو پڑھ کر کیا کہیں گے۔ اب آیئے جہلائے دیوبند کے نسب ناموں کی طرف ......

رشید احمد گنگوہی کا نسب نامہ:۔

"رشید احمد بن ہدایت احمد بن پیر بخش بن غلام حسن بن غلام علی بن علی اکبر"

(تذکرۃ الرشید، مطبوعہ ادارہ اسلامیات، انارکلی لاہور، ص ۱۳)

قاسم نانوتوی کا نسب نامہ:۔

"محمد قاسم بن اسد علی بن غلام شاہ"

(سوانح قاسمی، جلد اوّل، ص ۱۱۳)

جہلائے دیوبند کے شیعوں والے نام:۔

اشرف علی تھانوی، محمود حسن دیوبندی، حسین احمد کانگریسی، اصغر حسین دیوبندی، مفتی مہدی حسن دیوبندی، ذوالفقار علی دیوبندی وغیرہ۔ ان تمام ناموں سے ثابت ہوا کہ جہلائے دیوبند شیعہ خاندان سے تھے۔ جیسا کہ ان کے نام اور نسب ناموں سے ظاہر ہے۔

اعتراض مولوی احمد رضا صاحب ' ملفوظات، حصہ اوّل، ص ۱۰۲ میں لکھتے ہیں:۔

"حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درجہ بدرجہ امام حسن عسکری تک یہ سب حضرات مستقل غوث ہوئے۔"

"یعنی حضرت علی، امام حسن، امام حسین، امام زین العابدین، امام باقر، امام جعفر صادق، امام موسیٰ کاظم، امام رضا، امام تقی، امام نقی، امام حسن عسکری، اور "بغیر غوث کے زمین و آسمان قائم نہیں رہ سکتے۔"

(ملفوظات احمد رضا، اوّل، ص ۱۰۱)

قارئین! پہلی بات تو یہ ہے کہ ان جہلائے دیوبند کو اتنا بھی علم نہیں کہ ملفوظات، مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کی تصنیف نہیں۔ ملفوظات، صاحبِ ملفوظ کی تصنیف نہیں ہوتے، یہ ملفوظات، مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ کے جمع کردہ اور مرتبہ ہیں۔ جاہل دیوبند نے اپنی جہالت کا مظاہرہ کرتے ہوئے لکھا کہ "مولوی احمد رضا خان صاحب...... لکھتے ہیں"

ناطقہ سر بہ گریباں ہے اسے کیا کہیے!

دوسری خیانت یہ کہ ملفوظات کی مکمل عبارت نہ لکھی بلکہ پورے صفحہ کے درمیان سے ایک سطر لے کر لکھ دی اور لکھنے کا بھی فائدہ نہ ہوا، کیونکہ اس سے کوئی اعتراض نہیں بنتا۔ اگر ان بزرگوں کو غوث کہہ دیا تو کیا اعتراض ہے۔ مکمل عبارت میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غوثِ اکبر و غوث ہر غوث کہا پھر سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوث کہا، پھر سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوث کہا، اسی طرح درجہ بدرجہ غوث کہتے ہوئے سیّدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو، آخر میں سیّدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق فرمایا کہ انہیں غوثیتِ کبریٰ عطا ہو گی۔

ہماری سمجھ سے بالاتر ہے کہ اس عبارت میں کیسی شیعیت ہے۔ اگر انہیں غوث کہنے پر اعتراض ہے تو مولوی محمود حسن دیوبندی نے رشید احمد گنگوہی کو بھی تو غوث اعظم کہا ہے۔

اگر اس پر اعتراض ہے کہ "بغیر غوث کے زمین و آسمان قائم نہیں رہ سکتے" تو توحید کے علم بردار مولوی اسماعیل دہلوی کی اس عبارت کے متعلق کیا کہیں گے، جو اولیاء اللہ کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"پس حکیم مطلق ان کو تصرفات کونیہ میں واسطہ بناتا ہے، مثلاً نزول بارش و پرورش اشجار، سرسبزیٔ نباتات و بقائے انواع حیوانات و آبادیٔ قریہ و امصار، تقلب احوال و ادوار و تحویل افعال و ادبار سلاطین و انقلاب حالات اغنیاء و مساکین اور ترقی و تنزل صغار و کبار، اجتماع و تفرق جنود و عساکر و رفع بلاء و دفع وباء وغیرہ۔" (منصب امامت، از مولوی اسماعیل دہلوی، مطبوعہ لاہور، ص ۱۱۰)

اگر جہلائے دیوبند کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک کی سند سے دشمنی ہے تو سنئے اس سند مبارک کے متعلق محدثین نے کیا کہا: محدث احمد بن حجر الہیثمی المکی علیہ الرحمہ (متوفی ۹۷۴ھ) اپنی شہرہ آفاق کتاب "الصواعق المحرقة فی الرد علی اهل البدع والزندقة" میں لکھتے ہیں:۔

حدثنی ابو موسیٰ الکاظم عن ابیه جعفر الصادق عن ابیه محمد الباقر

عن ابیه زین العابدین عن ابیه الحسین عن ابیه علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنھم

یہ سند بیان کر کے لکھتے ہیں:۔

قال احمد: لو قرأت هذا الاسناد علی مجنون لبرئ من جنته

یعنی امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ سند کسی مجنون پر پڑھ دی جائے تو اس کا پاگل پن دُور ہو جاتا ہے۔

(الصواعق المحرقة (عربی)، مطبوعہ ترکی، ص۲۰۵)

یہی سند سنن ابن ماجہ کے مقدمے میں حدیث نمبر ۶۵ کے تحت درج ہے:۔

حدثنا علی بن موسی الرضا عن ابیه عن جعفر ابن محمد

عن ابیه عن علی ابن الحسین عن ابیه عن ابی طالب

ابن ماجہ کے دادا استاد ابوصلت نے کہا:۔

لو قرئ هذا الاسناد علی مجنون لبرا

یعنی اس سند کو اگر مجنون پر پڑھا جائے تو اس کا جنون دور ہو جائے۔

(کتب ستہ (ابن ماجہ) مطبوعہ دارالسلام، ریاض، سعودی عرب)

لیکن کیا کیجئے، جہلائے دیوبند کی بدبختی کا کہ وہ اس بابرکت سند کو دیکھیں تو ان کا پاگل پن اور زیادہ ہو جاتا ہے۔

اعتراض پھر اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے "الامن والعلیٰ" میں مولوی احمد رضا لکھتے ہیں:۔

"جواہر خمسہ کی سیفی میں وہ جواہر سیف خونخوار جسے دیکھ کر وہابیت بے چاری اپنا جوہر کرنے کو تیار، وہ نادِ علی ناد عليا مظهر العجائب تجده عونالك في النوائب كل هم وغم بولايتك يا علي يا علي يا علي ، پکار علی مرتضیٰ کو کہ مظہر عجائب ہیں، تو انہیں اپنا مدد گار پائے گا مصیبتوں میں، سب پریشانی و غم دور ہوتے چلے جاتے ہیں حضور کی ولایت سے یا علی یا علی یا علی۔

مولوی احمد رضا اس نادِ علی سے وہابیت کا گوبر نکالتے ہیں اور "الامن والعلیٰ" میں حضرت علی کی دہائی دیتے ہیں (یا علی مشکل کشا مشکل کشا) اور لکھتے ہیں "کاروبار عالم مولیٰ علی کے دامن سے وابستہ ہے"۔ (الامن والعلیٰ، ص ۱۱)

جبکہ مشہور محدث حضرت ملا علی قاری نے نادِ علی کو شیعوں کی نہایت بری بات اور من گھڑت بتلایا ہے۔"

جہلائے دیوبند مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر تو خواہ مخواہ ناراض ہو رہے ہیں اور اصل بات کو چھپا رہے ہیں "الامن والعلیٰ" اُٹھا کر دیکھئے مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی کتاب "انتباہ فی سلاسل اولیاء" کا حوالہ دے کر ان ہی جہلائے دیوبند وہابیہ سے پوچھ رہے ہیں کہ شاہ ولی اللہ کی کتاب "انتباہ فی سلاسل اولیاء" سے تو ثابت ہے کہ اس دعائے سیفی کی سند ان کو ملی، جس میں یہی "نادِ علی" ہے تو کیا شاہ ولی اللہ مشرک و بدعتی ہوئے یا نہیں؟ اور کیا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جیسے عالم کو یہ علم نہیں تھا کہ یہ نادِ علی شیعوں کی بری بات اور من گھڑت ہے؟ لیکن خوفِ آخرت سے بے خوف یہ فراڈیئے آنکھوں میں دھول جھونک کر اسے مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کے ذمے لگا رہے ہیں۔

رہا یہ اعتراض کہ مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو مشکل کشا کہا۔ تو جناب حضرت مولانا علی کو مشکل کشا کہنے میں کچھ اور لوگ بھی شامل ہیں۔ وہ ہیں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اور مولوی حسین احمد کانگریسی، بلکہ سارے دیوبندی کیونکہ انہوں نے اپنے شجرہ طریقت میں جہاں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام آیا ہے، وہاں لکھا:۔

"ہادی عالم علی مشکل کشا کے واسطے"

(سلاسل طیبہ، از مولوی حسین احمد، مطبوعہ لاہور، ص ۱۴، ارشاد مرشد، مطبوعہ کانپور، ص ۲۳)

دیوبندیوں کے پیر و مرشد اور دیوبندیوں کے شیخ الاسلام، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو بھی مشکل کشا کہہ رہے ہیں، ان کے متعلق کیا خیال ہے؟

پھر اعتراض کرتے ہیں کہ مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ "کاروبار عالم، مولیٰ علی کے دامن سے وابستہ ہے"۔

مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ نے تو یہ سرخی جما کر شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی کتاب "تحفہ اثناء عشریہ" کی عبارت ثبوت میں پیش کی ہے اور وہابیہ سے سوال کیا ہے کہ ان شرکیات پر شاہ عبد العزیز دہلوی اجماع اُمت بتا رہے ہیں، لیکن بد دیانت جہلائے دیوبند نے شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کی عبارت کا جواب دینے کی بجائے صرف سرخی نقل کر کے مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کو شیعہ لکھ دیا، کیا کہنے ہیں دیوبندی جہلا کی دیانت کے۔ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی عبارت بھی سن لیجئے:۔

"حضرت امیر وذریۂ طاہرہ در اتمام امت بر مثال پیران ومرشدان می پرستند وامور تکوینیہ رابایشان وابستہ می دانند و فاتحہ ودرود وصدقات ونذر ومنت بنام ایشاں رائج ومعمول گردیدہ چنانچہ باجمیع اولیاء اللہ ہمیں معاملہ است"

(تحفہ اثناء عشریہ (فارسی)، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء، ص ۲۱۴)

(ترجمہ) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی اولاد پاک کو تمام افراد اُمت پیروں اور مرشدوں کی طرح مانتے ہیں اور امور تکوینیہ کو ان حضرات کے ساتھ وابستہ جانتے ہیں اور فاتحہ و دُرود و صدقات اور نذر و نیاز ان کے نام کی ہمیشہ کرتے ہیں جیسا کہ تمام اولیاء اللہ کا یہی طریقہ اور معمول ہے۔

اب بد دیانت جہلائے دیوبند کے مشہور ناشر نور محمد کارخانہ کتب کراچی نے "تحفہ اثناء عشریہ" کا جو اُردو ترجمہ شائع کیا ہے، اس میں اس عبارت کا ترجمہ ہی غائب کر دیا ہے۔

اعتراض یہ اعتراض بھی کیا ہے کہ مولوی احمد رضا پنجتن کا وظیفہ پڑھتے ہیں:۔

لی خمسة اطفیٰ بھا حر الوبا الحاطمہ: المصطفیٰ والمرتضیٰ وابناھما الفاطمة

"میرے لئے پانچ ہستیاں ایسی ہیں جن کے وسیلے سے جلانے آفتوں کو بجھاتا ہوں، وہ پانچ یہ ہیں:۔
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حضرت علی، حضرت فاطمہ اور حضرت حسن اور حسین رضوان اللہ علیہم اجمعین۔"

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا

(ترجمہ) اللہ یہی ارادہ فرماتا ہے کہ اے رسول کے گھر والو تم سے ہر قسم کی ناپاکی کو دور فرمادے
اور تمہیں اچھی طرح پاک کر کے خوب پاکیزہ کر دے۔

(پ۲۲۔ سورۃ الاحزاب:۳۳) (ترجمہ قرآن، البیان از علامہ کاظمی)

علامہ ابو جعفر محمد بن جریر الطبری علیہ الرحمہ (متوفی ۳۱۰ھ) جامع البیان فی تفسیر القرآن، مطبوعہ بیروت (لبنان)
۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء، ج ۲۲، ص۵ پر حدیث نقل کرتے ہیں:۔

محمد بن المثنی قال ثنا بکر بن یحییٰ بن زبان العنزی قال ثنا مندل عن الاعمش عن عطیة عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نزلت ھذہ الایتہ فی خمسة فی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔

(ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ آیت "پنجتن" کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ میری شان میں اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اور حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں کہ جزیں نیست، اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے اے اہل بیت کہ تم سے ناپاکی دور کر دے اور تمہیں پاک کر دے، خوب پاک کر دے۔

پنجتن کے معنی ہیں پانچ افراد، اور ان سے مراد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حسنین کریمین، سیّدہ فاطمہ زہرا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں اور آیتِ تطہیر ان پانچوں مقدس حضرات کے بارے میں نازل ہوئی جس میں ویطھرکم تطھیرا موجود ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں پاک کر دے۔ پاک کرنا جو اس بات کی روشن دلیل ہے کہ یہ پنجتن واقعی پاک ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب خود اپنی زبان مبارک سے "خمسہ" کا لفظ فرمادیا اور خمسہ سے اپنی مراد کو ظاہر فرمانے کیلئے تفصیل ارشاد فرمادی اور صاف صاف ارشاد فرمادیا کہ آیہ تطہیر کی شان نزول یہ پانچ عظیم ہستیاں ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے پاک قرار دیا، تواب اس کے بعد کسی شقی القلب کا یہ کہنا کہ معاذاللہ پنجتن پاک کو پاک کہنا جائز نہیں اور پنجتن آیہ تطہیر میں داخل نہیں۔ بارگاہِ رسالت سے بغاوت اور اللہ کے رسول کی تکذیب نہیں تو اور کیا ہے؟ (نعوذ باللہ من ذالک)

اس کا مقصد یہ نہیں کہ معاذ اللہ ان پانچ کے سوا ہم کسی کو پاک نہیں مانتے۔ ہمارے نزدیک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات بھی آیہ تطہیر میں شامل ہیں۔ اسی لئے ہم ان کے ساتھ مطہرات کا لفظ لازمی طور پر استعمال کرتے ہیں اور ان کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے بے شمار مقدس محبوب بندے اور بندیاں یقیناً پاک ہیں اور ہم ان کی پاکی کا اعتقاد رکھتے ہیں، لیکن پنجتن پاک بولنے کی وجہ صرف یہ ہے کہ حدیث منقولہ بالا میں خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے خمسۃ کا کلمہ مقدسہ ادا ہوا۔ پھر ان کی تفصیل بھی خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمائی اور ان کی شان میں آیہ تطہیر کے نزول کا ذکر فرمایا۔

اب کچھ بعید نہیں کہ جہلائے دیوبند پنجتن کا لفظ بولنے اور ان کے افراد کا نام ذکر کرنے پر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بھی شیعہ ہونے کا فتویٰ نہ لگادیں۔ دیوبندی جہلا بتائیں کہ پنجتن کون ہیں؟ ایک حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں، تین صحابی ہیں، ایک صحابیہ ہیں۔ اہل سنت ان صحابہ کا نام لیں تو شیعہ لیکن دیوبندی رات دن صحابہ صحابہ کا وظیفہ جپیں، اپنے جلسوں میں صحابہ کے نام کے نعرے لگائیں، صحابہ کے نام کی تنظیمیں بنائیں تو دیوبندی شیعہ نہیں بنتے۔ آخر کیوں!

اعتـــراض فاضل بریلوی امام احمد رضا کے حوالے سے لکھتے ہیں:۔

"اے اہل بیت میں اپنے اور مشکلات کے حل کیلئے آپ کو خدا کے حضور سفارش بنا کر پیش کرتا ہوں اور آلِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں سے برأت کا اظہار کرتا ہوں۔" (فتاویٰ رضویہ، جلد ۴، ص ۲۹۶)

صرف اہلِ بیت سے سفارش اور اہلِ بیت کے دشمنوں سے برأت، یہ کون دشمن ہیں۔ یہ کن سے برأت؟ یہ رضا علی قبلہ کے پوتے مولوی احمد رضا صاحب ہی بتلا سکتے ہیں۔

فتاویٰ رضویہ اس وقت راقم کے پیش نظر نہیں، واللہ اعلم یہ عبارت بھی فتاویٰ رضویہ میں کس طرح لکھی ہے اور اس کا سیاق و سباق کیا ہے۔ چلئے دیوبندی خود ہی بتادیں کہ اس میں مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمہ پر اعتراض والی کون سی بات ہے؟ اہلِ بیت کرام کو اپنی مشکلات کے حل کیلئے اللہ تعالیٰ کے حضور سفارشی بنانا اور ان کے دشمنوں سے برأت کا اظہار کرنا کون سا گناہِ کبیرہ ہے؟ ان کے دشمن کون ہیں؟ دیوبندی خود غور کرلیں۔ جو اہلِ بیت کرام سے خواہ مخواہ چڑ رکھتا ہے اور ان کے نام کو بھی پسند نہیں کرتا اور ان کے مبارک ناموں کو بھی شیعہ والے نام کہتا ہے، وہی تو دشمنِ اہلِ بیت ہے، اور کیا دشمنوں کے سر پر سینگ ہوتے ہیں۔

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سورۃ انشقت، پارہ ۳۰ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

"بعض از خواص اولیاء اللہ را کہ آلہ جارحہ تکمیل و ارشاد بنی نوع خود گر دانیدہ اند دریں حالت ہم تصرف در دنیا و استغراق آنہابہ جہت کمال وسعت تدارک آنہا مانع توجہ بایں سمت نے گردد اویسیاں تحصیل کمالات باطنی از آنہائے نمائندہ و ارباب حاجات و مطالب حل مشکلات خود از آنہامے طلبند ومی پابند و زباں حال دراں وقت ہم مترنم بایں مقالات است ع من آیم بجاں گر تو آئی بہ تن" (تفسیر عزیزی، پارہ عم (فارسی) طبع مجتبائی دہلی، ۱۳۳۸ھ، ص ۵)

(ترجمـــہ) بعض خاص اولیاء اللہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے محض اپنے بندوں کی ہدایت و ارشاد کیلئے پیدا کیا، ان کو اس حالت میں بھی اس عالم کے تصرف کا حکم ہوا ہے اور اس طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ ان کا استغراق بوجہ کمال وسعت تدارک انہیں روکتا ہے اور اُویسی سلسلے کے لوگ باطنی کمالات انہی سے حاصل کرتے ہیں، حاجت مند اور اہل غرض لوگ اپنی مشکلات کا حل انہی سے چاہتے ہیں اور جو چاہتے ہیں وہ پاتے بھی ہیں اور زبانِ حال سے یہ ترنم سے پڑھتے ہیں "اگر تم میری طرف بدن سے آؤ گے تو میں تمہاری طرف جان سے آؤں گا"۔

جب اہل غرض لوگ اپنی مشکلات کا حل اولیاء اللہ سے چاہتے ہیں اور جو چاہتے ہیں وہ پاتے ہیں تو اہلِ بیت کرام نے کیا قصور کیا ہے، جو ان سے مشکلات کا حل چاہنے والا شیعہ ہو جائے۔

مولوی سرفراز خان صفدر گکھڑوی دیوبندی (گوجرانوالہ) لکھتے ہیں:۔

"بلاشبہ مسلکِ دیوبند سے وابستہ جملہ حضرات شاہ عبد العزیز صاحب کو اپنا روحانی پیشوا تسلیم کرتے ہیں اور اس پر فخر بھی کرتے ہیں، بلاشبہ دیوبندی حضرات کیلئے حضرت شاہ عبد العزیز صاحب کا فیصلہ حکم آخر کی حیثیت رکھتا ہے۔"

(اتمام البرہان، حصہ اوّل، مطبوعہ گوجرانوالہ ۱۹۸۱ء، ص ۱۳۸)

اگلا اعتراض یہ کیا ہے کہ "الامن والعلیٰ" کے صفحہ ۲۴۴ پر مولوی امام احمد رضا صاحب لکھتے ہیں:۔

"ایک فریادی مصری امیر المومنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔۔۔۔ عرض کرتا ہے کہ میں نے عمرو بن العاص کے صاحبزادے کے ساتھ دوڑ کی، میں آگے نکل گیا، صاحبزادے نے مجھے کوڑے مارے اور کہا، میں دو معزز کریم کا بیٹا ہوں۔ اس فریاد پر امیر المومنین نے فرمان نافذ فرمایا کہ عمرو بن العاص مع اپنے بیٹے کے حاضر ہوں۔ حاضر ہوئے، امیر المومنین نے مصری کو حکم دیا، کوڑا لے اور ماردو لئیموں کے بیٹے کو۔۔۔۔ جب مصری فارغ ہوا، امیر المومنین نے فرمایا۔ اب یہ کوڑا عمرو بن العاص کی چندیا پر رکھ۔۔۔۔ عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا امیر المومنین نہ مجھے خبر ہوئی، نہ یہ شخص میرے پاس آیا۔"

اس جعلی و فرضی داستان سے مولوی احمد رضا نے نہ صرف فاتح مصر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں گستاخی کی، بلکہ عدلِ فاروقی کو بھی داغدار کیا۔ عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ یا امیر المومنین نہ مجھے خبر ہوئی، نہ یہ شخص میرے پاس آیا۔ صرف ایک شخص کے کہنے پر امیر المومنین نے کوڑے برسوادیئے۔ یہ داستان قطعاً فرضی ہے۔ بلاشبہ کسی شیعہ کی گڑھی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ اس شیعی داستان سے فاضل بریلوی کے حضرت عمر فاروق اور حضرت عمرو بن العاص کے خلاف جذبہ شیعت کا اظہار ہوتا ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ امیر المومنین کوئی انکوائری نہ کریں اور صحابیٔ رسول کی چندیا پہ کوڑا رکھ دیں۔ اللہ کی پناہ! اسے لکھنے کیلئے مولوی احمد رضا خاں کا کلیجہ چاہئے۔

اب امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کی کتاب "الامن والعلیٰ" کی اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:۔

ایک مصری امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا، عرض کی یا امیر المومنین عائذ بك من الظلم (امیر المومنین میں حضور کی پناہ لیتا ہوں ظلم سے)۔ امیر المومنین نے فرمایا، عذت معاذا۔۔۔۔ تو نے سچی جائے پناہ لی۔ ہمارا مطلب تو حدیث کے اتنے ہی لفظوں سے ہوگیا۔ پناہ لینے والے نے امیر المومنین کی دہائی دی اور امیر المومنین نے اپنی بارگاہ کو سچی جائے پناہ فرمایا۔

مگر تمتہ حدیث بھی ذکر کریں کہ اس میں امیر المومنین کے کمال عدل کا ذکر ہے۔ عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصر پر امیر المومنین کے صوبہ دار تھے، یہ فریادی مصری عرض کرتا ہے کہ میں نے ان کے صاحبزادے کے ساتھ دوڑ کی، میں آگے نکل گیا۔ صاحبزادے نے مجھے کوڑے مارے اور کہا میں دو معزز کریم والدین کا بیٹا ہوں۔ اس فریاد پر امیر المومنین نے فرمان نافذ فرمادیا کہ عمرو بن العاص مع اپنے بیٹے کے حاضر ہوں۔ حاضر ہوئے، امیر المومنین نے مصری کو حکم دیا کوڑا لے اور مار۔ اس نے بدلہ لینا شروع کیا اور امیر المومنین فرماتے جاتے ہیں مار دو لئیموں کے بیٹے کو۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، خدا کی قسم! جب اس فریادی نے مارنا شروع کیا ہے، ہمارا جی چاہتا تھا کہ یہ مارے اور اپنا عوض لے۔ اس نے یہاں تک مارا کہ ہم تمنا کرنے لگے کاش اب ہاتھ اُٹھالے۔ جب مصری فارغ ہوا، امیر المومنین نے فرمایا، اب یہ کوڑا عمرو بن العاص کی چندیا پر رکھ (یعنی وہاں کے حاکم تھے، انہوں نے کیوں دادرسی کی، بیٹے کا کیوں لحاظ پاس کیا) مصری نے عرض کی یا امیر المومنین ان کے بیٹے ہی نے مجھے مارا تھا، اس سے میں عوض لے چکا۔ امیر المومنین نے عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: مذکم تعبدتما الناس و ولدتھم امھاتھم احرارا تم لوگوں نے بندگانِ خدا کو کب سے اپنا غلام بنالیا، حالانکہ وہ ماں کے پیٹ سے آزاد پیدا ہوئے تھے۔ عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا امیر المومنین! نہ مجھے خبر ہوئی، نہ یہ شخص میرے پاس فریادی آیا عبد الحکم عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

جہلائے دیوبند نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ یہ داستان جعلی اور فرضی ہے۔ تو جناب یہ حدیث جعلی اور فرضی داستان نہیں بلکہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور شیخ علی متقی ہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کنز العمال، جلد ۱۲، ص ۶۶۰، حدیث نمبر ۳۶۰۵ کے تحت یہ حدیث درج کی ہے۔ کیا یہ دونوں بزرگ شیعہ تھے؟ اگر یہ یک طرفہ کارروائی ہوتی تو حضرت عمرو بن العاص پہلے بول پڑتے یہ تو عدلِ فاروقی کی زبردست مثال ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فقرہ کہ "تم لوگوں نے بندگانِ خدا کو کب سے غلام بنالیا حالانکہ وہ ماں کے پیٹ سے آزاد پیدا ہوئے تھے" سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہے۔ اگر امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ شیعہ تھے تو کیا شیعہ عدلِ فاروقی مانتے ہیں؟ اس حدیث میں یہ فقرہ بھی آیا ہے کہ "حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصری کو حکم دیا کہ کوڑا لے اور مار دو لئیموں کے بیٹے کو "لئیم" کا معنی ہے بخیل، کنجوس (جدید نسیم اللغات، ص ۸۴۵) یعنی جن دونوں نے اولاد کی تربیت میں کنجوسی کا مظاہرہ کیا۔

اس سے اگلا اعتراض یہ کیا کہ ایک شیعہ مصنف لکھتا ہے:۔

"مولوی احمد رضا نے وہ عظیم کام کیا جو کسی مجتہد سے ممکن نہ تھا، ہندوستان میں جو مجالس محرم قائم ہیں، اس کے وجود کی بقاء کے سلسلے میں مولانا احمد رضا کی بے لوث خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔" (المیزان، احمد رضا نمبر، ص ۵۵۰)

"جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان میں اہل سنت میں محرم، تعزیے، عَلم، تاشے ہیں تو صرف احمد رضا کے دم سے، ڈھول ہے تو اعلیٰ حضرت کے دم سے، مزاروں پر عرس، اس عرس میں طوائفیں، کمپنی تھیٹر، سنیما ہے تو ان کے قلم سے۔"

یہ کھلا بہتان ہے کہ ماتم، علم، تاشے اور تعزیے وغیرہ امام احمد رضا کے دم سے ہیں۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے تو ان کے خلاف قلم چلایا اور رِسالے لکھے۔ آپ کی تصانیف کا مطالعہ کریں۔ لوگوں کو جھوٹ بول کر گمراہ نہ کریں۔ ماتم، تعزیے اور رِوایاتِ باطلہ و بے سروپا سے مملو اور اکاذیب موضوعہ پر مشتمل شہادت ناموں کے ردّ میں آپ کا رسالہ "تعزیہ داری" کو پڑھ لیں۔ کیا آپ اس کا ثبوت دے سکتے ہیں کہ طوائفوں، تھیٹروں اور سنیما کے جواز میں امام احمد رضا نے قلم چلایا ہے۔ اگر نہیں تو لعنۃ اللہ علی الکٰذبین۔ عرس، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی ایجاد نہیں۔ عرس کے متعلق حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

"حضرت خواجہ قدس سرہ کے عرس کے زمانے میں دہلی پہنچ کر یہ خیال تھا کہ آپ کی خدمت عالی میں بھی حاضر ہوں۔"

(مکتوبات امام ربانی، دفتر اوّل، مکتوب ۲۳۳)

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:۔

"عرس کا دن اگر اس غرض سے مقرر کیا جائے کہ جس بزرگ کا عرس ہو، وہ یاد رہیں اور اس وقت ان کے حق میں دعا کی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں"۔ (فتاویٰ عزیزی، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی، ادب منزل، پاکستان چوک، کراچی ۱۹۷۳ء، ص ۱۵۱)

اس مسئلہ میں بھی حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ اہل سنت کی حمایت میں ہیں، جبکہ وہابی دیوبندی اس مسئلہ میں حضرت شاہ کے سخت مخالف ہیں۔ بلکہ وہ تو عرس کے ہی مخالف ہیں، دِن مقرر کرنا تو بعد کی بات ہے۔

محرم الحرام میں ذکرِ حسین کی مجالس قائم کرنے پر اعتراض والی کیا بات ہے۔ محرم الحرام میں مجالس قائم کرکے آج بھی اہل سنت دس دن تک بلکہ محرم کا پورا مہینہ صحیح روایات سے شہادتِ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خانوادہ اہل بیت کی شہادت کا ذکر کرتے ہیں۔ اہل بیت پر صرف شیعہ کا تو حق نہیں اور صرف ان کی ہی اجارہ داری نہیں۔ اصل حق تو اہل سنت کا ہی ہے۔ اہل بیت کا ذکر خارجیوں اور ناصبیوں کو ہی برا لگتا ہے۔

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:۔

"سال میں دو مجلسیں فقیر کے مکان پر منعقد ہوا کرتی تھیں۔ مجلس ذکرِ ولادت شریف اور مجلس شہادتِ حسنین اور یہ مجلس بروز عاشورہ یا اس سے دو ایک دن قبل ہوتی ہے۔ چار پانچ سو آدمی بلکہ ہزار آدمی جمع ہوتے ہیں اور دُرود شریف پڑھتے ہیں۔ اسکے بعد جب فقیر آتا ہے تو لوگ بیٹھتے ہیں اور فضائلِ حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ذکر جو حدیث شریف میں وارد ہے، بیان کیا جاتا ہے اور پنج آیات پڑھ کر کھانے کی جو چیز موجود رہتی ہے، اس پر فاتحہ کیا جاتا ہے اور اثناء میں اگر کوئی خوش الحان سلام پڑھتا ہے یا شرعی طور پر مرثیہ پڑھنے کا اتفاق ہوتا ہے تو اکثر حضار مجلس اور اس فقیر کو بھی حالت رِقت اور گریہ طاری ہوجاتی ہے۔ اس قدر عمل میں آتا ہے۔ اگر یہ سب فقیر کے نزدیک اس طریقہ سے جس کا ذکر کیا گیا ہے، جائز نہ ہوتا تو ہرگز فقیر ان چیزوں پر اقدام نہ کرتا۔" (فتاویٰ عزیزی، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی، ادب منزل، پاکستان چوک، کراچی ۱۹۷۳ء، ص ۱۷۷)

کیا وہابی دیوبندی اس طرح مجالس منعقد کرتے ہیں؟ یا ان میں شامل ہوتے ہیں؟ اگر نہیں تو شاہ عبد العزیز علیہ الرحمہ کے متعلق کیا فتویٰ ہے؟

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:۔

"جس کھانے کا ثواب حضرات امامین رضی اللہ عنہم کو پہنچایا جائے اور اس پر فاتحہ و قل پڑھا جائے، وہ کھانا تبرک ہوجاتا ہے، اس کا کھانا بہت خوب ہے۔" (فتاویٰ عزیزی، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی، ادب منزل، پاکستان چوک، کراچی ۱۹۷۳ء، ص ۱۶۷)

کیا وہابی دیوبندی، شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے اس فتویٰ پر عمل کرتے ہیں؟

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے درس میں ایک روہیلہ پٹھان آفتان نامی شریک ہوا کرتا تھا۔ ایک دن شاہ صاحب نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل و مناقب بیان فرمائے تو اس کو اس قدر غصہ آیا کہ (خود شاہ عبد العزیز علیہ الرحمہ کا بیان ہے)

"بندہ راشیعہ فہمیدہ' آمدن درس موقوف کرد"

بندہ کو شیعہ سمجھ کر درس میں شریک ہونا بند کردیا۔

(پروفیسر خلیق احمد نظامی، تاریخ مشائخ چشت، اسلام آباد، دار المصنفین، جلد ۵، ص ۷۰)

جہلائے دیوبند نے پندرہویں صدی کا یہ عظیم ترین جھوٹ بولتے ہوئے یہ نہیں سوچا کہ کیا ساری دنیا اندھی ہوگئی ہے۔ جسے امام احمد رضا کی تصانیف کا مطالعہ کرنے کا موقع ملے گا۔ جو شخص فتاویٰ رضویہ اور دیگر بلند پایہ علمی تصانیف کا مطالعہ کرے گا، وہ جہلائے دیوبند کے بارے میں کیا رائے قائم کرے گا؟

ردِ شیعہ کے بارے میں "مجموعہ رسائل ردِ روافض" از امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ، مطبوعہ مرکزی مجلس رضا لاہور ۱۴۰۶ھ / ۱۹۸۶ء مطالعہ فرمائیں۔

شیعہ، اکابر دیوبند کی نظر میں

سوال 1 کیا علمائے دیوبند کے نزدیک شیعہ کافر ہیں یا نہیں؟

جواب

- جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے، وہ اپنے اس گناہِ کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا۔

(فتاویٰ رشیدیہ، ص ۲۴۸)

- جو لوگ شیعہ کو کافر کہتے ہیں۔۔۔ اور جو لوگ فاسق کہتے ہیں، ان کے نزدیک ان کی تجہیز و تکفین حسب قاعدہ ہونا چاہیے، اور بندہ بھی ان کی تکفیر نہیں کرتا۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۲۶۴)
- روافض و خوارج کو بھی اکثر علماء کافر نہیں کہتے، حالانکہ وہ شیخین و صحابہ کو اور (خوارج) حضرت علی کو کافر کہتے ہیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۱۶۵، مطبوعہ کتب خانہ مجیدیہ، بیرون بوہڑ گیٹ ملتان)

سوال 2 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ سنّی المذاہب عورت بالغہ کا نکاح زید شیعی مذہب کے ساتھ برضائے شرعی باپ کی تولیت ہو گیا، دریافت طلب یہ امر ہے کہ سنّی و شیعہ کا تفرق مذہب، نکاح جیسا کہ ہندوستان میں شائع ہے، عند الشرع صحیح ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب

- نکاح منعقد ہو گیا، لہٰذا اسب اولاد ثابت النسب ہے اور صحبت حلال ہے۔ (اشرف علی تھانوی، امداد الفتاویٰ، جلد ۲، ص ۲۸-۲۹)
- رافضی کے کفر میں اختلاف ہے۔۔۔ جو ان (شیعہ) کو فاسق کہتے ہیں ان کے نزدیک (رشتہ لینا دینا) ہر طرح دُرست ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ، مطبوعہ کراچی، ص ۱۷۰)

سوال 3
- کیا علمائے دیوبند کے نزدیک شیعہ کا ذبیحہ حلال ہے یا حرام؟
- ذبیحہ رافضی کے ہاتھ کا جائز ہے یا نہیں؟

جواب شیعہ کے ذبیحہ میں علمائے اہل سنت کا اختلاف ہے، راجح اور صحیح یہ ہے کہ حلال ہے۔ (امداد الفتاویٰ، جلد ۲، ص ۱۲۳)

شیعہ کی نمازِ جنازہ

"مشہور شیعہ عالم اور وکیل مظہر علی اظہر انتقال فرما گئے۔۔۔ نمازِ جنازہ دیال سنگھ گراؤنڈ میں ۳/نومبر ۱۹۷۴ء بروز اتوار ادا کی گئی۔ نمازِ جنازہ صبح دس بجے حضرت مولانا عبیداللہ انور (دیوبندی) نے پڑھائی۔" (ہفت روزہ خدام الدین، لاہور شمارہ ۸/نومبر ۱۹۷۴ء، ص ۳)

"شیعہ لیڈر مظفر علی شمسی کی نمازِ جنازہ کے فرائض ملک مہدی حسن علوی (شیعہ) نے ادا کئے۔ نمازِ جنازہ میں مولانا عبدالقادر آزاد، مولانا تاج محمود، مولانا ضیاء القاسمی، ڈاکٹر مناظر، میاں طفیل محمد، چوہدری غلام جیلانی کے علاوہ ہزاروں مداحوں نے شرکت کی۔" (روزنامہ نوائے وقت لاہور، شمارہ ۲۱/جون ۱۹۷۶ء)

علمائے دیوبند اور تعزیہ داری

"اجمیر میں مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے اہل تعزیہ کی نصرت کا فتویٰ دیا تھا۔"

(الافاضات الیومیہ، مطبوعہ کراچی، جلد ۴، ص ۱۳۸، ۱۳۹)

اگلا اعتراض یہ کیا کہ مولانا احمد رضا خاں نے سرورِ انبیاء سیّدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے مثال بیان کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یاد فرما کر اس طرح ندا فرمائی:۔

"بلا تشبیہ جس طرح سچا چاہنے والا اپنے پیارے محبوب کو پکارے، اور بانکی ٹوپی والے اودھانی دوپٹے والے"

(تجلی الیقین، احمد رضا، ص ۲۰)

اب "تجلی الیقین" کی اصل عبارت سنئے:۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خصوصی القابات سے پکارا گیا:۔

قال جلت عظمته یا دم اسکن انت و زوجك الجنة وقال تعالٰی یا نوح اهبط بسلم منا وقال تعالٰی یا ابراهیم قد صدقت الرویا وقال تعالٰی یموسیٰ انی انی انا الله وقال تعالٰی یعیسیٰ انی متوفیك وقال تعالٰی یا داؤد انا جعلنك خلیفة وقال تعالٰی یا زکریا انا نبشرك وقال تعالٰی یا یحییٰ خذ الکتب بقوة

غرض قرآن عظیم کا عام محاورہ ہے کہ تمام انبیائے کرام کو نام لے کر پکارتا ہے مگر جہاں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خطاب فرمایا ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصافِ جلیلہ و القابِ جمیلہ ہی سے یاد کیا ہے:۔

- يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ
  (اے نبی ہم نے تجھے رسول کیا)
- يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ
  (اے رسول پہنچا جو تیری طرف اُترا)
- يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ قُمْ فَاَنْذِرْ ۙ
  (اے جھرمٹ مارنے والے کھڑا ہو لوگوں کو ڈر سنا)
- يٰسٓ ۚ وَ الْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۙ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۙ
  (اے یٰسین یا اے سردار مجھے قسم ہے حکمت والے قرآن کی بے شک تو مرسلون سے ہے)
- طٰهٰ ۚ مَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰۤى ۙ
  (اے طٰہٰ یا اے پاکیزہ رہنما ہم نے تجھ پر قرآن اس لئے نہیں اُتارا کہ تو مشقت میں پڑے)

ہر ذی عقل جانتا ہے کہ جو ان نداؤں اور ان خطابوں کو سنے گا بالبداہۃ حضور سیّد المرسلین و انبیائے سابقین کا فرق جان لے گا۔

یا آدم ست با پدر انبیاء خطاب　　　　یا ایها النبی خطاب محمد ست

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

امام عزالدین بن عبد السلام (مصری شافعی، متوفی ۶۶۰ھ) وغیرہ علمائے کرام فرماتے ہیں۔ بادشاہ جب اپنے تمام امراء کو نام لے کر پکارے اور ان میں خاص ایک مقرب کو یوں ندا فرمایا کرے، اے مقرب حضرت! اے نائبِ سلطنت! اے صاحبِ عزت! اے سردارِ مملکت! تو کیا کسی طرح محل ریب وشک باقی رہے گا کہ یہ بندہ بارگاہِ سلطانی میں سب سے زیادہ عزت ووجاہت والا اور سرکار سلطانی کو تمام عمائد واراکین سے بڑھ کر پیارا ہے۔

فقیر کہتا ہے (غفر اللہ تعالیٰ لہ) خصوصاً یَاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ و یَاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ تو وہ پیارے خطاب ہیں جن کا مزہ اہلِ محبت ہی جانتے ہیں ان آیتوں کے نزول کے وقت سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالا پوش اوڑھے جھرمٹ مارے لیٹے تھے۔ اسی وضع وحالت سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یاد فرما کر ندا کی گئی۔ بلا تشبیہ جس طرح سچا چاہنے والا اپنے پیارے محبوب کو پکارے او بانکی ٹوپی والے! او دھانی دوپٹے والے! او دامن اُٹھا کے جانے والے!

فبحسن اللہ والحمد للہ والصلوٰۃ الزہراء علی الحبیب ذی الجاہ

(تجلی الیقین بان نبینا سیّد المرسلین، مطبوعہ مرکزی مجلس رضا لاہور ۱۹۹۴ء، ص ۳۴،۳۵)

امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کی عبارت قارئین کے سامنے ہے۔ اس میں کیا توہین ہے؟ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ نے لکھا: "بلا تشبیہ جس طرح سچا چاہنے والا اپنے پیارے محبوب کو پکارے او بانکی ٹوپی والے، او داھنی دوپٹے والے" امام احمد رضا لکھ رہے ہیں "بلا تشبیہ" کیا دیوبندی بتائیں گے کہ "بلا تشبیہ" کے کیا معنی ہیں؟ اب آیئے دیوبندی مولوی عطاء اللہ بخاری احراری کی اس عبارت کے بارے میں ایم رانا دیوبندی صاحب کیا کہیں گے جس میں بلا تشبیہ کے الفاظ بھی نہیں ہیں۔ مولوی بخاری کی تشبیہ ملاحظہ فرمایئے:۔

ایک ٹھیٹھ پنجابی گاؤں میں معراج النبی پر تقریر کر رہے تھے، فرمایا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معراج کو چلے تو کائنات رُک گئی، سوچا کہ دیہاتی سمجھ نہیں سکے کہ کائنات رُک گئی کے معنی کیا ہیں، پوچھا! کیا سمجھے؟ مجمع نے کہا جی نہیں۔

بہت سمجھایا، لیکن اُردو اور پنجابی کے متبادل فقروں سے بات نہ بن سکی۔ کروٹ لی، کہ سوہنا اپنے عاشق ول چلیا تے زمین وآسمان ٹھہر گئے" کیوں؟ آواز کا رس گھلاتے ہوئے بہ لحن (پنجابی زبان میں)

تیرے لونگ دا پیا لشکارا تے ہالیاں نے ہل ڈک لئے"

مجمع پھڑک اُٹھا، آوازیں آئیں، شاہ جی سمجھ گئے اور یہ تھا خطاب کا اعجاز!

(شورش کاشمیری، سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء، ص ۲۸۹)

یعنی اے محبوب تیرے لونگ (عورتوں کے ناک میں پہننے کا زیور) کی چمک دیکھ کر زمین میں ہل چلانے والوں نے اپنے ہل روک لئے (وہ بلا تشبیہ ہے اور یہ اپنے امیر شریعت کی تشبیہ بھی دیکھ لیں)۔

اگلا اعتراض یہ ہے کہ مولوی احمد یار خاں لکھتے ہیں:۔

"ان کی چتون کیا پھر سارا زمانہ پھر گیا"

(شان حبیب الرحمٰن، مولوی احمد یار خاں، ص ۲۰)

مولوی احمد یار خاں اور مولوی احمد رضا کا یہ بیان بلاشبہ ان کے ذوق کی پستی اور گندی ذہنیت اور گھناؤنے پن کا اظہار ہے۔

امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کی تشبیہ کا بیان آپ اوپر پڑھ آئیں ہیں اس میں کیا گندی ذہنیت ہے۔ مولانا مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمہ اپنی کتاب "شان حبیب الرحمٰن" میں لکھتے ہیں:۔

"حضور علیہ السلام کی خواہش یہ تھی کہ ہمارا قبلہ پھر کعبہ معظمہ ہی بن جائے، سترہ مہینے ہو چکے تھے، بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے پڑھتے، ایک دن حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا کہ جبریل ہمارا دل چاہتا ہے کہ ہم کعبہ شریف ہی کی طرف نماز پڑھا کریں۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا حبیب اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں بندۂ الٰہی ہوں بغیر حکم کے کچھ بھی نہیں عرض کر سکتا۔ ہاں حضور حبیب اللہ ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔ آپ کی دعا کبھی بھی رد نہیں ہوتی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دعا فرمائیں۔ یہ عرض کر کے حضرت جبریل علیہ السلام چلے گئے۔ حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وحی کے انتظار میں سر مبارک آسمان کی طرف اُٹھا اُٹھا کر دیکھنا شروع کیا کہ شاید اب وحی آئی ہو قبلہ بدلنے کیلئے، پروردگارِ عالم نے یہ محبوبانہ انداز نہایت ہی پسند فرمائی اور اس آیت (سورۂ بقرہ پارہ ۲) میں ارشاد فرمایا کہ اے محبوب آپ کی اس پیاری ادا کو ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپ بار بار اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اُٹھا رہے ہیں۔ اچھا ہم اس کو آپ کا قبلہ بنائے دیتے ہیں جسے کہ محبوب تم چاہو۔ (روح البیان یہی آیت)
ان کی چتون کیا پھری سارا زمانہ پھر گیا۔"

احقر نے اس سوال میں کئی جگہ دیوبندیوں کو جہلائے دیوبند اسی لئے لکھا ہے کہ یہ بے چارے تو امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ کی کسی کتاب کا نام بھی نہیں پڑھ سکتے۔ احقر نے ایک مرتبہ ایک دیوبندی سے امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی کتاب "کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم" کا نام پڑھنے کیلئے کہا تو اس کے جواب میں جو اس نے پڑھا، اب آپ سے کیا کہوں۔ علمائے اہلسنّت کی عبارات کو یہ جہلائے دیوبند کیا سمجھیں گے؟ "چتون" ہندی لفظ ہے اور مونث ہے۔ اس کے معنی نظر، تیوری، نگاہ کے ہیں۔ دیوبندی بتائیں کہ اس میں کیا گندی ذہنیت ہے؟ جہلائے دیوبند کا اس عبارت پر اعتراض جہالت لسانی ہے۔

اگلا اعتراض یہ لکھا کہ "احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے خود اللہ تعالیٰ کی شان میں بڑے نازیبا مکروہ نجس الفاظ لکھے ہیں"۔
(فتاویٰ رضویہ، جلد اوّل)

اس کا جواب یہ ہے کہ وہ آپ لوگوں کے مکروہ نجس عقائد کی کراہت نجاست واضح کرنے کیلئے لکھے گئے ہیں۔ یعنی امام احمد رضا بریلوی نے فرمایا کہ اگر تمہارا خدا جھوٹ بول سکتا ہے تو تمہارا خدا چوری بھی کر سکتا ہے، شراب بھی پی سکتا ہے وغیرہ چنانچہ الحمدللہ دیوبندیو آپ پر بھی ان کا مکروہ و نجس ہونا ظاہر ہو گیا۔

اگلا آخری اعتراض یہ کیا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں نے ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالی۔ موصوف نے وصیت کی تھی:۔

"میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے، اس پر مضبوطی سے قائم رہنا"

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ کی وصیت کا مقصد یہی ہے کہ جو گندے کفریہ عقائد دیوبندی، وہابی، شیعہ، مرزائی، نیچری وغیرہ کی کتب سے ظاہر ہیں۔ ان سے پرے رہنا اور جو اہل سنت کے صحیح اور عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مبنی عقائد ہیں جو کہ میری کتب سے ظاہر ہیں، ان پر مضبوطی سے قائم رہنا، اس میں کیا اعتراض والی بات ہے؟

مولوی الیاس بانی تبلیغی جماعت کہتے ہیں کہ "مولوی اشرف علی تھانوی نے بڑا کام کیا، بس میرا دل چاہتا ہے کہ تعلیم تو ان کی ہو اور طریقۂ تبلیغ میرا ہو کہ ان کی تعلیم عام ہو جائے گی۔" (ملفوظات مولوی الیاس، مرتبہ منظور نعمانی، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ص ۵۲)

مولوی الیاس نے نہ تو قرآن و حدیث کا نام لیا، نہ دینِ اسلام کا نام لیا "ان (تھانوی) کی تعلیم" کہا ہے۔

مولوی انور شاہ کاشمیری نے کتاب "المہند" عقائد علمائے دیوبند، مطبوعہ ادارہ اسلامیات، انار کلی لاہور کے صفحہ ۱۷۹ پر کہا، "عقائد (دین) میں امام نانوتوی، فروع (مذہب) میں امام گنگوہی" نانوتوی کا دین کہا ہے، دین اسلام نہیں کہا۔ مولوی محمد سہول دیوبندی لکھتے ہیں، المہند کو مذہب قرار دیا جائے۔ (المہند، ص ۹۶)

مولوی محمد شفیع دیوبندی لکھتے ہیں، "عقائد علماء دیوبند کے نام سے کتاب لکھنا طبعاً پسند نہیں، شبہ ہوتا ہے کہ ان کے کچھ مخصوص عقائد ہیں"۔ (المہند، ص ۱۵۷)

مسلکِ اعلیٰ حضرت کیوں کہا جاتا ہے ؟

سب سے پہلے آپ یہ بات اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ مسلکِ اعلیٰ حضرت سے مراد کوئی نیا مسلک نہیں ہے، بلکہ صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، صالحین اور علماء اُمت جس مسلک پر تھے، مسلکِ اعلیٰ حضرت کا اطلاق اسی مسلک پر ہوتا ہے۔

دراصل اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ تقریباً دو صدی قبل برصغیر کی سرزمین پر کئی نئے فرقوں نے جنم لیا اور ان فرقوں کے علمبرداروں نے اہلسنّت وجماعت کے عقائد و معمولات کو شرک وبدعت قرار دینے کی شرمناک روش اختیار کی، خصوصاً مولوی اسماعیل دہلوی نے وہابی مسلک کی اشاعت کیلئے جو کتاب تقویۃ الایمان کے نام سے مرتب کی اس میں علمِ غیب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ، حاضر و ناظر، شفاعت، استعانت، نداء یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اختیاراتِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وغیرہ تمام عقائد کو معاذ اللہ کفر و شرک قرار دے دیا، جبکہ یہ سارے عقائد روزِ اوّل سے قرآن و سنت سے ثابت شدہ ہیں۔ اسی طرح میلاد، قیام، صلوٰۃ و سلام، ایصالِ ثواب، عرس یہ سب معمولات جو صدیوں سے اہلسنّت و جماعت میں رائج ہیں اور علمائے اُمت نے انہیں باعثِ ثواب قرار دیا ہے، لیکن نئے فرقوں کے علمبرداروں نے ان عقائد و معمولات کو شرک وبدعت قرار دیتے ہوئے اپنی ساری توانائی انہیں مٹانے پر صَرف کی۔ اسی زمانے میں علمائے اہلسنّت نے اپنے قلم سے ان عقائد و معمولات کا تحفظ فرمایا اور تحریر و تقریر اور مناظروں کے ذریعے ہر اعتراض کا دندان شکن جواب دیا۔

عقائد کی اسی معرکہ آرائی کے دور میں بریلی کی سرزمین پر امام احمد رضا خان قدس سرہ پیدا ہوئے۔ آپ ایک زبردست عالمِ دین تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے پناہ علمی صلاحیتوں سے مالا مال فرمایا تھا اور آپ تقریباً پچپن علوم میں مہارت رکھتے تھے خصوصاً علمِ فقہ میں آپ کے دور میں کوئی آپ کا ثانی نہ تھا۔ اعلیٰ حضرت کی علمی صلاحیتوں کا اعتراف ان لوگوں کو بھی ہے جو آپ کے مخالف ہیں، بہرحال آپ نے اپنے دور کے علمائے اہلسنّت کو دیکھا کہ وہ باطل فرقوں کے اعتراضات کے جوابات دیکر عقائدِ اہلسنّت کا دِفاع کر رہے ہیں تو آپ نے بھی اس عظیم خدمت کیلئے قدم اُٹھایا اور اہلسنّت کے عقائد کے ثبوت میں دلائل و براہین کا انبار لگا دیا۔ ایک ایک عقیدے کے ثبوت میں کئی کئی کتابیں تصنیف فرمائیں، ساتھ ہی ساتھ جو معمولات آپ کے زمانے میں رائج تھے ان میں سے جو قرآن و سنت کے مطابق تھے، آپ نے ان کی تائید فرمائی اور جو قرآن و سنت کے خلاف تھے آپ نے ان کی تردید فرمائی۔ اس طرح بے شمار موضوعات پر ایک ہزار سے زائد کتابوں کا عظیم ذخیرہ مسلمانوں کو عطا فرمایا۔ بہرحال آپ نے باطل فرقوں کے ردّ میں اور عقائد و معمولات اہلسنّت کی تائید میں جو عظیم خدمات انجام دیئے، اس بنیاد پر آپ علمائے اہلسنّت کی صف میں سب سے نمایاں ہوگئے اور عقائدِ اہلسنّت کی زبردست وکالت کرنے کے سبب سے یہ عقائد امام احمد رضا کی ذات کی طرف منسوب ہونے لگے اور اب حال یہ ہے کہ آپ کی ذات اہلسنّت کا ایک عظیم نشان کی حیثیت سے

تسلیم کرلی گئی ہے، یہی وجہ ہے کہ کوئی حجازی و یمنی یا عراقی و مصری بھی مدینہ منورہ میں "یارسول اللہ" کہتا ہے تو نجدی اسے بریلوی ہی کہتے ہیں، حالانکہ اس کا کوئی تعلق بریلی شہر سے نہیں ہوتا۔ اسی طرح اگر کوئی "اسئلك الشفاعة یارسول اللہ" کہہ کر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شفاعت طلب کرتا ہے تو وہ چاہے جزیرۃ العرب ہی کا رہنے والا کیوں نہ ہو، وہابی اسے بریلوی ہی کہتے ہیں، جبکہ بریلوی اسے کہنا چاہئے جو شہر بریلی کا رہنے والا ہو، لیکن اس کی وجہ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ اسلاف کے وہ عقائد ہیں، جن کی امام احمد رضا قدس سرہ العزیز نے دلائل کے ذریعے شد و مد سے تائید فرمائی ہے اور ان عقائد کے ثبوت میں سب سے نمایاں خدمات انجام دی ہیں، جس کی وجہ سے یہ عقائد امام احمد رضا سے اس قدر منسوب ہوگئے ہیں کہ دنیا کا کوئی بھی مسلمان اگر ان عقائد کا قائل ہو تو اسے آپ ہی کی طرف منسوب کرتے ہوئے بریلوی ہی کہا جاتا ہے۔

اب چونکہ برصغیر میں فرقوں کی ایک بھیڑ موجود ہے اس لئے اہلسنّت و جماعت کی شناخت قائم کرنا ناگزیر ہوگیا ہے اس لئے کہ دیوبندی فرقہ بھی اپنے آپ کو اہلسنّت ہی ظاہر کرتا ہے جبکہ دیوبندیوں کے عقائد بھی وہی ہیں جو وہابیوں کے ہیں، فرق صرف اتنا ہے کہ وہابی اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں اور ائمہ اربعہ میں کسی کی تقلید نہیں کرتے اور دیوبندی تقلید تو کرتے ہیں لیکن وہابیوں کے عقائد کو حق مانتے ہیں۔ اس لئے موجودہ دور میں اصل اہلسنّت و جماعت کون ہیں، یہ سمجھنا بہت دُشوار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے علماء اہلسنّت و جماعت کو دیگر فرقوں سے ممتاز کرنے کیلئے "مسلکِ اعلیٰ حضرت" کا استعمال مناسب سمجھا، اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اب جو مسلکِ اعلیٰ حضرت کا ماننے والا سمجھا جائے گا اس کے بارے میں خود بخود یہ تصدیق ہوجائے گی کہ یہ علمِ غیب، حاضر و ناظر، استعانت، شفاعت وغیرہ کا قائل ہے اور معمولاتِ اہلسنّت عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، قیام، صلوٰۃ والسلام کو بھی باعثِ ثواب سمجھتا ہے۔

اگر کوئی یہ کہے کہ نہیں فقط اپنے آپ کو سنّی کہنا کافی ہے تو میں یہ کہوں گا کہ اگر کوئی شخص اپنے آپ کو سنی کہے تو آپ اسے کیا سمجھیں گے، یہ کون سا سنی ہے؟ امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کی تقلید کرتے ہوئے وہابی عقائد کو حق ماننے والا، یا پھر یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہنے والا۔

ظاہر ہے صرف سنّی کہنے سے کوئی شخص پہچانا نہ جائے گا، مگر کوئی اپنے آپ کو بریلوی سنّی کہے تو فوراً سمجھ میں آجائے گا کہ یہ حنفی بھی ہے اور سچا سنّی بھی یا پھر اپنے آپ کو کوئی مسلکِ اعلیٰ حضرت کا ماننے والا کہے تو بھی اس مسلمان کے عقائد و نظریات کی پوری نشاندہی ہوجاتی ہے۔

اہلِ ایمان کو ہر دور میں شناخت کی ضرورت محسوس ہوئی ہے۔

دیکھئے مکہ کی وادیوں میں جب اسلام کی دعوت عام ہوئی تو اس وقت ہر صاحبِ ایمان کو مسلمان کہا جاتا تھا۔ اور جب بھی کوئی کہتا کہ میں مسلمان ہوں تو اس شخص کے بارے میں فوراً یہ سمجھ میں آجاتا کہ یہ اہلسنت وجماعت سے تعلق رکھتا ہے، یعنی خدا کی وحدانیت کی گواہی دیتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رِسالت کو تسلیم کرتے ہوئے آپ کی تعلیمات پر عمل کرتا ہے، لیکن ایک صدی بھی نہ گزری تھی کہ اہلِ ایمان کو اپنی شناخت کیلئے ایک لفظ کے استعمال کی ضرورت محسوس ہوئی اور وہ لفظ "سنّی" ہے۔

وجہ یہ تھی کہ ایک فرقہ پیدا ہوا جس نے (معاذاللہ) حضرت سیّدنا صدیق اکبر، حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم، حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر تبرّا (لعن طعن) کرنا شروع کر دیا اور اس میں حد سے تجاوز کر گیا، لیکن وہ لوگ بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے اس لئے اس دور میں اہلسنّت نے اپنے آپ کو سنی مسلمان کہا، صرف مسلمان اگر کوئی اپنے آپ کو کہتا تو اس کے بارے میں یہ سوال پیدا ہوتا کہ یہ کون سا مسلمان ہے؟ حضرت سیّدنا صدیق اکبر، حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم، حضرت سیّدنا عثمانِ غنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو ماننے والا مسلمان ہے یا ان پر تبرا (لعن طعن) کرنے والا؟ لیکن اگر کوئی اپنے آپ کو سنّی مسلمان کہتا تو اس کے بارے میں یہ سمجھ میں آجاتا کہ یہ خلفاء ثلاثہ کو ماننے والا مسلمان ہے، اس طرح خلفاء پر لعن طعن کرنے والے رافضیوں کے مقابلے میں اہلسنّت کی ایک الگ شناخت قائم ہو گئی۔۔۔ "سنّی مسلمان"۔

اس سلسلے میں کچھ لوگ یہ کہتے کہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی یہ چار مسلک تو پہلے سے موجود ہیں پھر یہ پانچواں مسلک "مسلکِ اعلیٰ حضرت" کیوں کہا جاتا ہے تو انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ مسلکِ اعلیٰ حضرت یہ کوئی پانچواں مسلک نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب یہی ہے کہ یہ چاروں مسلک حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی حق ہیں اور کسی ایک کی تقلید واجب ہے اور یہی امر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی کتب سے ثابت ہے، اس لئے اگر کوئی شافعی یا حنبلی بھی اپنے آپ کو مسلکِ اعلیٰ حضرت سے منسوب کرتا ہے تو اس کا یہی مطلب ہے کہ وہ فروعیات میں اپنے امام کی تقلید کے ساتھ ساتھ عقائد و معمولاتِ اہلسنّت کا بھی قائل ہے۔

رہا یہ سوال کہ مخالفین اس سے یہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ یہ ایک پانچواں مسلک ہے تو ہم سارے وہابیوں، دیوبندیوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ ثابت کریں کہ امام احمد رضا قدس سرہ نے کسی عقیدے کی تائید قرآن و سنت کی دلیل کے بغیر کی ہے، کسی بھی موضوع پر آپ ان کی کتاب اُٹھاکر دیکھ لیجئے، ہر عقیدہ کے ثبوت میں انہوں نے قرآنی آیات، احادیث مبارکہ اور پھر اپنے موقف کی تائید میں علماء اُمت کے اقوال پیش کئے ہیں۔ حق کو سمجھنے کیلئے شرط یہ ہے کہ تعصب سے بالاتر ہو کر امام احمد رضا قدس سرہ کی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے، مطالعہ کے دوران آپ واضح طور پر محسوس کریں گے کہ اعلیٰ حضرت وہی کہہ رہے ہیں جو چودہ سو سالہ دور میں علماء وفقہاء کہتے رہے ہیں۔

اب بھی اگر کسی کو اطمینان نہ ہوا ہو اور وہ مسلک کے لفظ کو اعلیٰ حضرت کی طرف منسوب کرنے پر معترض ہو اور یہی سمجھتا ہو کہ یہ ایک نیا مسلک ہے تو وہابی، دیوبندی سنبھل جائیں اور میرے ایک سوال کا جواب دیں کہ مولوی محمد اکرم جو دیوبندیوں کے معتمد مورخ ہیں، انہوں نے موج کوثر میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے عقائد و نظریات کا تذکرہ کرتے ہوئے بار بار "مسلک ولی اللہ" کا لفظ استعمال کیا ہے تو کیا چاروں مسلک سے علیحدہ یہ مسلک ولی اللہ کوئی پانچواں اور نیا مسلک ہے؟-------- جو آپ کا جواب ہو گا، وہی ہمارا بھی-----!